بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِالۡمَسِیح الۡمَوعَود

پیشگوئی مصلح موعود جماعت احمدیہ کیلئے ایک خوفناک اِبتلاء

بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهِ أَنفُسَهُمۡ أَن يَكۡفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ بَغۡيًا أَن يُنَزِّلُ اللّٰهُ مِن فَضۡلِهِ عَلَى مَن

يَشَاءُ مِنۡ عِبَادِهِ فَبَآؤُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلۡكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ (البقرہ۔۹۱)

وہ امر بہت ہی برا ہے جس کے بدلہ میں اُنہوں نے اپنی جانوں کو بیچ رکھا ہے (اور) وہ اُن کا اللہ کے اُتارے ہوئے کلام سے اس بات پر بگڑ کر اِنکار کرنا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (کیوں) اپنا فضل نازل کر دیتا ہے۔ پس یہ لوگ غضب کے بعد غضب کا مورد ہو گئے ہیں۔ اور ایسے (ہی) کافروں کیلئے رسوا کرنیوالا عذاب (مقدر) ہے۔

جناب رانا عطاء اللہ صاحب آف لنڈن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔

اُمید ہے آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔ پچھلے سال آپ کا مفصل خط موصول ہوا تھا لیکن اس خط میں آپ نے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے ثبوت کے سلسلہ میں کوئی ایسی دلیل نہیں پیش کی کہ جس کا خاکسار کوئی جواب لکھتا۔ واضح رہے کہ کسی حقیقت کو سمجھنا اتنا مشکل نہیں ہوتا لیکن امر واقع یہ ہے کہ بعض لوگ کسی حقیقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ مثلاً مکہ میں عمر بن ہشام جسے لوگ ابوالحکم یعنی حکمت کا باپ کہتے تھے۔ اُس کو آنحضرت ﷺ کی صداقت کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اب سوال ہے کہ کیا اُسے واقعی آنحضرت ﷺ کی صداقت کی سمجھ نہیں آتی تھی یا کہ وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ دراصل وہ آنحضرت کی صداقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اِسی لیے وہ ابوجہل قرار پایا۔ اسی طرح محمد حسین بٹالوی حضرت بانئے جماعت کا قریبی دوست اور کلاس فیلو بھی تھا۔ اُسے بھی اپنے دوست کی صداقت کی سمجھ نہ آئی جبکہ جولائی ۱۸۹۱ء میں مباحثہ لدھیانہ کے دوران اُسکے ایک معمولی ساتھی یعنی مولوی نظام الدین صاحب کو بہت جلد سمجھ آ گئی۔ امر واقع یہ ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا جبکہ مولوی نظام الدین کے دل میں سچائی کیلئے تڑپ تھی۔ اُسکے اندر تقویٰ تھا۔ اِسکی وجہ سے اُسے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی بہت جلد سمجھ آ گئی۔ اسی طرح رانا صاحب۔ آپکے شہر میں بلکہ آپکے محلّہ میں بلکہ آپکی ہمسائیگی میں ڈاکٹر عبدالغنی صاحب رہتے ہیں۔ اُنہیں اور اُنکے بچوں کو پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کا بہت جلد اِدراک ہو گیا ہے لیکن مقامِ افسوس ہے کہ اِس پیشگوئی کی آپ کو سمجھ نہیں آ رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ سمجھ تو آپ کو بھی آ گئی ہے لیکن آپ اس پیشگوئی کو اس رنگ میں سمجھنا نہیں چاہتے۔ جس رنگ میں آپ اِس پیشگوئی کو سمجھنا چاہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کی بھی یہی منشاء ہوتی تو حضرت بانئے جماعت کے دونوں لڑکے (بشیر احمد اوّل اور صاحبزادہ مبارک احمد) اور پوتا (مرزا نصیر احمد ابن مرزا بشیر الدین محمود احمد) فوت ہی نہ ہوتے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ اگر کوئی حقیقت اس رنگ میں ظاہر ہو کہ جس سے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کی صلبی اولاد کے دین اور دنیا کو فائدہ پہنچتا ہو تو پھر ایسی حقیقت کو وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں۔؟ مثلاً۔ وفاتِ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی مغلیہ خاندان کو بہت جلد سمجھ آ گئی تھی۔ پیشگوئی مصلح موعود کو خاکسار نے ہر طرح اور ہر رنگ میں اِنہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے لیکن اِسکی اِنہیں سمجھ ہی نہیں آ رہی۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ جس طرح پیشگوئی مصلح موعود کو سمجھنا چاہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اُسکے مطابق وہ اس اِلہامی پیشگوئی کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔ اگر حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد پیشگوئی مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق سمجھنا چاہتی تو پھر خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کبھی نہ کرتے۔

آپکے جوابی مضمون سے پتہ چلتا ہے یا بالفاظ دیگر آپ نے اپنے مضمون میں بار بار یہ کہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام (لڑکا) دونوں درحقیقت ایک ہی وجود ہیں اور وہ ہے بھی حضورؑ کا صلبی لڑکا۔ جناب من۔ اگر آپ اپنے اس مؤقف پر ضد کریں گے اور اس سے باز نہیں آئیں گے تو اس کا دوسرا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نہ صرف خلیفہ ثانی کو ہر لحاظ سے ((خاکسار کے علم کے مطابق خلیفہ ثانی صاحب مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کے ناطے وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے ضمنی حصہ کے ضرور مصداق تھے نہ کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود)) قطعی طور پر جھوٹا ثابت کر رہے ہیں بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے دعاوی میں نعوذ باللہ جھوٹا بنا رہے ہیں۔؟ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔ کیا آپ یہی کرنا چاہتے ہیں اور کیا آپکی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہی علمیت ہے۔؟

واضح رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے سلسلہ میں ہر احمدی کے پیشِ نظر ممکنہ طور پر تین سوال پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر اِن تینوں سوالوں کے یقینی اور صحیح جوابات کا اُنہیں

پتہ چل جائے تو پھر نہ صرف پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اُنکے سارے ابہام دور جائیں گے بلکہ اس پیشگوئی کی حقیقت سے بھی وہ بخوبی آگاہ ہو جائیں گے۔ یہ تینوں سوالات درج ذیل ہیں۔

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں پہلا اہم سوال یہ ہے کہ کیا اس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو ایک (۱) وجود کی بشارت دی تھی یا کہ ایک سے زیادہ یعنی دو (۲) وجودوں کی۔؟

(۲) دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ اگر اِس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو دو (۲) وجودوں (یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کی بشارات دی تھیں تو کیا یہ دونوں وجود حضوؑر کے صلبی (جسمانی) لڑکے تھے اور کیا یہ آپکے گھر میں پیدا ہوئے تھے۔؟

(۳) تیسرا اہم سوال یہ ہے کہ ان دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا۔ زکی غلام) میں سے کس وجود کو حضور علیہ السلام نے مصلح موعود کا خطاب دیا ہے۔؟

رانا صاحب۔ آئندہ صفحات میں بشرط تقویٰ ان تینوں سوالوں کا جواب آپ کو ضرور مل جائے گا۔ آئیں ہم اپنی بات کا آغاز پیشگوئی مصلح موعود سے کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہے۔

پیشگوئی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود

حضوؑر فرماتے ہیں۔ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفٰے کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا. ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اَفادۂ عام اور افراد جماعت کی راہنمائی کیلئے اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ

افراد جماعت کو یاد رہے کہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے اپنی امت میں مہدی معہود کے ظہور اور مسیح ابن مریم کے نزول کی پیشگوئی فرمائی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی جو اِلہامی پیشگوئی نازل فرمائی تھی۔ یہ اِلہامی پیشگوئی بنیادی طور پر آنحضرت ﷺ کی بیان فرمودہ پیشگوئی مسیح ابن مریم کے متعلق تھی لیکن اسی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو بطور فرع ایک لڑکے کی بھی بشارت دی ہے۔ واضح رہے کہ یہ اِلہامی پیشگوئی چار (۴) حصوں (parts) پر مشتمل ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔ حصہ اوّل یعنی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام (مسیح ابن مریم) کا بطور رحمت کا ایک نشان ذکر فرمایا ہے اور پھر اُسے قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان اور فضل اور اِحسان کا نشان فرماتے ہوئے فتح اور ظفر کی کلید قرار دیا ہے۔ آگے پھر اللہ تعالیٰ نے اُسکی بعثت کی اغراض و مقاصد بیان فرمائی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حصہ دوم میں اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکے اور زکی غلام کی بشارات کا ذکر فرمایا ہے۔ حصہ سوم میں اللہ تعالیٰ نے پہلے نشان یعنی مبشر لڑکے کی خصوصیات کا مفصل ذکر فرمایا ہے اور حصہ چہارم میں پھر

اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی خصوصیات اور اُسکے مجوزہ کاموں کا ذکر فرمایا ہے۔ اب خاکسار ذیل میں اِن چاروں حصوں کا الگ الگ ذکر کرتا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ میں نے اس اِلہامی پیشگوئی کا کوئی فقرہ آگے پیچھے نہیں کیا اور نہ ہی یہ حصے میں نے بنائے ہیں بلکہ اِس اِلہامی پیشگوئی کا نزول ہی اسی طرح ہوا تھا۔ مجھے فقط اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِطلاع دی گئی ہے۔

حصہ اوّل۔۔۔نشان رحمت یعنی زکی غلام کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا اِبتدائی تعارفی حصہ

’’میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور اِحسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔‘‘

حصہ دوم۔۔۔اِلہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت

’’سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔‘‘

حصہ سوم۔۔۔وجیہہ اور پاک لڑکا اور اُسکی صفات کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا حصہ

’’وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔‘‘

حصہ چہارم۔۔۔زکی غلام اور اُسکی صفات کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا آخری حصہ

’’اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔‘‘

اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق

اب ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے یہ اصل الفاظ ہیں اور اسی اِلہامی پیشگوئی کو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کہا جاتا ہے۔ اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں۔؟ اِس الہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے۔؟ یہ حقائق درج ذیل ہیں:۔

(۱) اِس اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔ مثلاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ’’وجیہہ اور پاک لڑکے‘‘ کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرما دیا ہے کہ ’’وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا‘‘۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے متعلق لڑکے کی طرح کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا۔؟ لیکن یہ بھی واضح رہے کہ بعد ازاں زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ اور حکیمانہ رنگ میں بہت کچھ بتا بھی دیا جس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔

(۳) زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اِس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) اِلہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق

اپنا قیاس اور اِجتہاد ہے۔ یہ بھی یادرکھیں کہ اگر یہ دونوں وجود (لڑکا اور غلام) اللہ تعالیٰ کے علم میں اور اُسکی رضا کے مطابق حضور علیہ السلام کے لڑکے ہوتے تو اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ زکی غلام کے بعد ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا'' فرمانے کی بجائے فرماتا کہ ''وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہونگے''۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ صرف لڑکے کے متعلق فرمادیا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔

(۴) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کو ہی مُصلح موعود فرمایا گیا ہے اور اِسکے متعلق پیشگوئی ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔۔۔۔سے شروع ہوکر۔۔۔اور مجرموں کی راہ ظاہر ہوجائے۔۔۔۔اور پھر۔۔۔اُس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔سے شروع ہوکر۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا'' آخر تک جاتی ہے۔ اِن دونوں وجودوں (لڑکا اور غلام) میں کون مُصلح موعود ہے۔ سورہ مریم اس سلسلہ میں کسی بھی حق کے متلاشی کیلئے بشرطِ تقویٰ کافی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مُصلح موعود کے حق میں ہے لیکن اِسی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کی پیشگوئی بطورِ فرع شامل ہے۔

(۵) اِس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے مُلہم کو اِس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور یہ ''زکی غلام'' کب پیدا ہونگے۔؟ اِلہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مُلہم کو اِس معاملہ میں مکمل طور پر لاعلم رکھا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مُصلح موعود) کی پہچان کیلئے درجِ ذیل الفاظ میں قطعی، علمی اور مرکزی علامات بیان فرمائیں ہیں:۔

☆ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔☆

مجھے اُمید ہے کہ اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمدیہ میں کسی بھی صاحب علم و صاحب نظر کو نہ اِن میں کوئی شک ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔ یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے متعلق چھ حقائق ہیں جن سے اِنکار ممکن نہیں ہے اور اُمید ہے آپ بھی اِن سے اتفاق کریں گے۔

(۷) جناب رانا صاحب۔ اِن چھ (۶) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؑ کا یہ اِجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اِس اِجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونیوالے جسمانی لڑکے نے بھی حضورؑ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔ واضح ہو کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے معاًبعد حضورؑ نے ایک کشف دیکھا تھا۔ ۸۔جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں اِس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب سے فرماتے ہیں:۔

☆ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہورہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جنابِ اِلٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔ وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔ تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔ وہی مبارک لڑکا ہے۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔ اور جبکہ ایک پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہوجائے۔۔۔ اِن دنوں میں اِتفاقاً نئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب اِنکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قِسمت میں ذلّت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحبِ صورت و صاحبِ سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔''☆

(تذکرہ صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۳/ مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲۔۱۳)

حضور علیہ السلام کے اِس خط سے درجِ ذیل تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(اولاً) آپؑ کا یہ خیال تھا یا آپ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ خواب میں سبز رنگ کا بڑا پھل ''زکی غلام یعنی مُصلح موعود'' آپکا جسمانی بیٹا ہوگا۔

(ثانیاً) وہ جسمانی بیٹا حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں ہوگا۔

(**ثالثاً**) یہ کہ عنقریب مجھے ایک اور نکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود کسی پارسا طبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ سے ہوگا۔

رانا صاحب! حضورؑ اپنے الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ پسر موعود یا خاص لڑکا نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی تیسری اہلیہ میں سے پیدا ہوگا۔ ازاں بعد یہ تیسری شادی تو ہو نہ سکی لیکن یہ زکی غلام (مزعومہ لڑکا) حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن میں سے بھی پیدا نہ ہوا۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بشیر احمد اوّل کی پیدائش۔ مورخہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کے دن بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے۔ حضورؑ اسکے متعلق اپنے اِشتہار بنام ''خوشخبری'' میں فرماتے ہیں۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد اوّل کی پیدائش پر اِس لڑکے کو ''مولود مسعود'' کا نام دے کر اِسے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔ چنانچہ ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضورؑ نے مولوی نورالدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اب ہمیں حضور علیہ السلام کے اپنے الفاظ میں ہمارے پہلے سوال کہ کیا اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو ایک (۱) وجود کی بشارت دی تھی یا کہ ایک سے زیادہ یعنی دو (۲) وجودوں کی۔؟ کا بخوبی جواب مل گیا ہے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ ﴿وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نوراللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔﴾ کو حضورؑ نے بشر احمد اوّل پر چسپاں فرما کر اُسکے متعلق فرمادیا! ﴿یہ تمام عبارت چند روزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔﴾ درج بالا حوالہ کے مطابق آگے حضورؑ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ ﴿اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اِشارہ ہے اور آخیر تک اُسکی تعریف ہے۔﴾

حضورؑ کے فرمان کے مطابق زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق جو عبارت یا پیشگوئی ہے وہ اِس فقرہ سے شروع ہوتی ہے۔۔۔ ﴿اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔۔۔ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔﴾ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اب ظاہر ہے الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ وجیہہ اور پاک لڑکا تو بشیر احمد اوّل کی شکل میں پیدا ہو کر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق دوبارہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ اب پیچھے دوسرا وجود یعنی زکی غلام رہ گیا تھا اور اسی کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا اور اِسی کے متعلق فرمایا تھا۔۔۔﴿اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اسکی تعریف ہے﴾۔

مکرر عرض ہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضورؑ نے دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے اِلہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کے الفاظ حضورؑ کے اپنے اِجتہادی الفاظ ہیں نہ کہ اِلہامی۔ اب ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' یعنی بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد بھی حضورؑ زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کے قیاس پر قائم رہتے ہوئے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار یعنی ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیرؑ'' میں فرماتے ہیں۔

(۱) ''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ حاشیہ) اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲) ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل

رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضلِ عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہوگیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔'' (ایضاً صفحہ ۴۶۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

جناب رانا صاحب! سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱)۔۔۔سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ﴿خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی﴾۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بلا شک وشبہ دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ عملی طور پر حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپؑ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی جیسے آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر تھے۔ لہٰذا حضورؑ کے کلام اور الہام میں تطبیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اِسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؑ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔

(۲)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ ﴿اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا تک۔﴾ الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ یا عبارت دراصل زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اور حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لگتا ہے کہ حضورؑ کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسرا بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد مورخہ ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ ﴿یہی لڑکا مصلح موعود ہے﴾۔ اگر تو حضورؑ اس دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرما دیتے کہ ﴿قطعی طور پر یہی لڑکا مصلح موعود ہے﴾ تو پھر ان الفاظ کے الہامی ہونے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی لیکن اگر دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر بذاتِ خود ملہم نے ہی یہ کہہ دیا ہو کہ ﴿اس عاجز کے گھر میں بفضلہٖ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہوگیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اِطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے (اشتہار تکمیل تبلیغ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)﴾ تو پھر ملہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہوگیا کہ ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپکا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳)۔۔۔متذکرہ بالا سبز اشتہار کے حوالہ نمبر ۲ میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا''۔ حضورؑ کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔ اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع ضمنی طور پر پسر متوفی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؑ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں جماعت احمدیہ اور بالخصوص حضورؑ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔

(۴)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً فضل، محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اگر حضورؑ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تفاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو کہ ﴿اس لڑکے کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے﴾ تو بھی وہ لڑکا (بشیر الدین محمود احمد) محض بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ مزید برآں اگر اس (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق کوئی ایسا انکشاف (یہی لڑکا مصلح موعود ہے) نہ کیا ہو بلکہ جو انکشافات کیے ہوں وہ اُسکے مصلح موعود ہونے کی نفی کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود بخود یا افراد جماعت اُسے مصلح موعود کیسے بنا سکتے ہیں؟

(۵)۔۔۔یہ بھی واضح ہو کہ اگر بالفرض حضورؑ اپنے کسی لڑکے کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہ بھی فرما دیتے کہ ﴿یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے﴾ تو بھی حضورؑ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام اگر حضورؑ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بارہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہوسکتا۔ انسانی اجتہاد میں غلطی ممکن ہے لیکن کلام الٰہی میں غلطی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۱) ☆اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا ۔کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔☆ (آسمانی فیصلہ۔تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱) ایک اور جگہ پر آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۲) ☆اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل۔ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔☆ (حُجّۃُ اللہ۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳) ☆اِسی سلسلہ میں حضورؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ۔ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

حضور علیہ السلام کے متذکرہ بالا دونوں اقتباسات اور شعر سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) مُلہم کا ذاتی کلام اور اُس پر نازل ہونیوالا اللہ تعالیٰ کا کلام برابر نہیں ہو سکتے۔انبیاءؑ چونکہ بشر ہوتے ہیں لہٰذا اُنکے کلام میں بھی اجتہادی غلطی واقع ہوسکتی ہے۔

(ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں بہرحال نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے۔مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں اُن لوگوں کی جو سبز اشتہار میں مذکور متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں بخوبی تشفی ہوگئی ہوگی۔

مثیل بشیر احمد اوّل کا وعدہ اور ازاں بعد ایفائے عہد

خاکسار نے "اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق" کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں "وجیہہ اور پاک لڑکے" کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ "وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا"۔اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔جیسا کہ حضورؑ سبز اِشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) "اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ" (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ ۔مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) "ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ" (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سِرّ الخلافہ میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

"اِنَّ لِیۡ کَانَ اِبۡنًا صَغِیۡرًا وَّ کَانَ اسۡمُہٗ بَشِیۡرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیۡ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ اٰثَرُوۡا سُبُلَ التَّقۡوٰی وَ الۡاِرۡتِیَاعِ فَاُلۡہِمۡتُ مِنۡ رَّبِّیۡ۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیۡکَ تَفَضُّلًا عَلَیۡکَ۔" (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سرّ الخلافۃ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا نکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

چنانچہ اِسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہو کر موعود وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے ہیں۔بطور خلیفہ ثانی اُن کا باون (۵۲) سالہ دورِ خلافت اور اس دوران جماعتی ترقی اُنکے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کا ثبوت ہیں۔اب سوال رہ جاتا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل نشان یعنی زکی غلام کا۔اُس کا معاملہ کیا ہے۔؟

۱۸۹۷ء تک زکی غلام یعنی مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"یہ سچ ہے کہ ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہو گیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی

اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین ۔'' (انوار الاسلام (۱۸۹۴ء) روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰)

رانا صاحب ۔ حضورؑ کے اس رسالے انوار الاسلام کی تاریخ تصنیف ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء ہے اور اس وقت حضورؑ کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد۔ لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۴ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا۔ اگر موجود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے مولود موعود قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اِس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو مولود موعود قرار دیا ہے۔ جبکہ آپؑ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ۱۸۹۴ء تک آپ نے اپنے کسی لڑکے کو بھی مولود موعود قرار نہیں دیا تھا۔ اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حُجۃ اللہ میں اِرشاد فرماتے ہیں:۔

''بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔ مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا اِلٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔ اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔'' (حجۃ اللہ (۱۸۹۷ء) روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

رسالہ حجۃ اللہ کی تاریخ تصنیف ۲۶ مئی ۱۸۹۷ء ہے۔ حضورؑ کا یہ حوالہ بھی اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق مولود موعود یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپکے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔ اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ نہ ''سبز اشتہار'' میں، نہ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضور علیہ السلام نے بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ اِسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اِشارہ تک بھی نہیں کیا۔ ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکا کی بشارت ہوئی تھی اور اِسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ اس بشارت کا اولاً۔ مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔ بشیر احمد اوّل کے بدلے میں یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا تھا۔ لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔ اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلّم ہے لیکن زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونا نہیں۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِبتداء سے ہی اپنے ''تین کو چار کرنیوالے'' لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق بھی مصلح موعود تھا۔ جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔ کتاب انجام آتھم میں حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارةً بعد بشارةٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلثةٍ۔ وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔ فاشعتُ ھذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔ وانتم تتلون تلك الاشتھارات۔ ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ و بشّرنی ربّی برابعٍ رَحمة۔ وقال انّه یجعل الثلاثة اربعة۔ " (روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔ اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔ سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔ اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''۔

رانا صاحب۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے ان میں سے کوئی بھی تین کو چار کرنیوالا نہیں تھا اور اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرمایا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔ اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ اور پھر حتیٰ کہ ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آ گیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہوگیا۔ آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرماتے ہیں۔؟

(ا) ''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔'' (تریاق القلوب (۱۹۰۰ء) روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱)

کیا ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق نہیں ہے۔؟ اوراس پیشگوئی میں جس زکی غلام کی بشارت دی گئی تھی کیا اُسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔؟ پھر فرماتے ہیں:۔

(۲)''دیکھوایک وہ زمانہ تھا جوضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ایک اور الہام ہے جو ۲۰فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا۔اوراس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔ سوایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کواس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنے والا ہوگا۔اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟''(ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہوگیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب'' میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

(۳)''سوخدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔ صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کردیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہوگیا۔''(ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

(۴)''سوصاحبو وہ دن آگیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہوگیا۔عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کے ساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔اسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔یہ خود چوتھا تھا۔(ایضاً صفحہ ۲۲۳)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی کتاب تریاق القلوب کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو'' مولود مسعود'' اور''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی'' اور''تین کو چار کرنے والا'' فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا۔آئیں یہ معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں کہ بعد ازاں اس'' تین کو چار کرنیوالے'' لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی۔؟ اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہوگیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعد ازاں ۱۶ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہوگئے۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ستمبر ۱۹۰۷ء کو ہی اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؑ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ اُسکے متعلق فرماتا ہے۔''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم'' لٰہذا یہ حلیم غلام جس کی مبارک احمد کی وفات کے دن بشارت دی گئی تھی مصلح موعود ہی تھا۔

اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کن امر ظاہر فرما دیا۔وہ یہ کہ اس حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔اوراس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہو کر آگے اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار ۵نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:۔

''لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْمٍ۔ يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔ترجمہ۔یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اوراس کا قائم مقام اوراس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔اسلئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸۷)

جناب رانا صاحب۔اب حضور علیہ السلام کو علم تھا کہ میرا مثیل مبارک احمد ہی مصلح موعود ہے یعنی وہی سبز رنگ کا بڑا پھل جو آپؑ نے اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد ایک کشف میں دیکھا تھا اور آپ اِس کا اپنے گھر میں انتظار کرتے رہے۔لیکن چونکہ حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش یعنی ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؑ کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اوراس طرح یہ الہامی پیشگوئی آپکے جسمانی لڑکوں سے نکل کر آگے آپکی ذریت یعنی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہوگئی۔زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق آخری اِلہامی بشارت کب ہوئی؟

زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد کے متعلق آخری اور فیصلہ کن الہامی بشارت

۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء:۔"سَاَهَبُ لَكَ غُلَاما زَكِيّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّة طَيِّبَة۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ اسْمُه يحيى۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّك بِاَصْحَابِ الْفِيل۔۔۔۔۔۔آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔"(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔۔۔۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

جناب رانا صاحب۔۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت "زکی غلام" کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مصلح موعود ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرما دیا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکوں میں سے کوئی بھی اس الہامی بشارت کا مصداق نہیں ہوگا۔رانا صاحب۔واضح رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی اِنسان کا کیونکہ کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی اِنسان کا یا لوگوں کا۔کیا آپ اور جماعت احمد یہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کرو گے۔اور اگر نہیں تو کیوں۔؟ہم دیکھتے ہیں کہ اب تک کی بحث میں مضمون کے آغاز میں اُٹھائے گئے تینوں سوالوں کے جوابات آ گئے ہیں۔(۱)۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ایک کی بجائے دو(۲) وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کی بشارات دی تھیں۔(۲) اگر چہ حضور علیہ السلام کا شروع میں خیال تھا کہ یہ دونوں وجود آپکے صلبی لڑکے ہیں لیکن بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے بالواسطہ طور پر زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات نازل فرما کر ظاہر فرما دیا کہ وہ حضور علیہ السلام کا کوئی صلبی لڑکا نہیں ہے۔(۳) یہ بھی ثابت ہو گیا کہ الہامی پیشگوئی میں وجیہہ اور پاک لڑکے کی بجائے زکی غلام مصلح موعود ہے۔پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کے متعلق اس مفصل بحث کے بعد آخر میں ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد جو مبشر الہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک جاری رہتا ہے خاکسار افادۂ عامہ کیلئے اُنہیں یکجائی طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر الہامات کا ترتیب وار نزول

(۲)۱۸۹۴ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ"۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳)۱۸۹۶ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَام حَلِيْمٍ۔مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰه نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔"ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴)۱۳۔اپریل ۱۸۹۹ء۔"اِصْبِرْ مَلِيًّا سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔"یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵)۲۶۔دسمبر ۱۹۰۵ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔نَافِلَةً مِّنْ عِنْدِیْ۔"ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰/ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰۔جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۶)مارچ ۱۹۰۶ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔"ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰،۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷)۱۹۰۶ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰه نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔"ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸)۱۶۔ستمبر ۱۹۰۷ء۔"اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَام حَلِيْمٍ۔"ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹)اکتوبر ۱۹۰۷ء۔"(۵) اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيْم (۶) يَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَكِ۔(۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔"(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱۔اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰)۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔"سَاَهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔رَبِّ هَبْ لِيْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامِ اسْمُه يَحْيىٰ۔اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔....آمدن عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔"(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا

پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

جناب رانا عطاء اللہ صاحب۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کیساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''آمدنِ عید مبارک بادت'' یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔ کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔ اس الہام کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے کہ ''عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو'' اِسکا کیا مطلب ہے؟ مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ اے میرے مہدی و مسیح:۔ جب تیرا یہ موعود زکی غلام، جب تیرا یہ مصلح موعود دنیا میں آئے گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جسکے نتیجہ میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔ آج حضورؑ کی جماعت میں خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کی بدولت کیا ایسے حالات پیدا نہیں کر دیئے گئے کہ کوئی بھی فرد جماعت مصلح موعود سے متعلقہ عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہے۔؟ کیا آج موعود زکی غلام کے متعلق حضورؑ کا یہ الہام عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو لفظ بہ لفظ پورا نہیں ہو گیا ہے؟

نو (۹) سالہ معیاد کی حقیقت

جناب رانا عطاء اللہ صاحب۔ اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام اِرشاد فرماتے ہیں:۔ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا'' ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔ خلیفہ ثانی صاحب دسمبر ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرتے وقت افرادِ جماعت کی بیجا عقیدت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے حضورؑ کے مندرجہ بالا بیان کے متعلق فرماتے ہیں۔

''پھر اِشتہارات میں آپ (حضورؑ۔ ناقل) نے یہ بھی تحریر فرما دیا تھا کہ ایسا لڑکا بموجب اِلہام اِلٰہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہو جائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اِلہام اِلٰہی اسکی پیدائش کو ۹ سال میں ضروری قرار دیتا ہے۔ یہاں اِجتہاد کا کوئی سوال نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ وہ لڑکا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ پس تین یا چار سو سال کے بعد اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرے تو بہر حال ایسا شخص ہی اسکے مصداق ہونے کا اعلان کر سکتا ہے جو پیدا ۹ سال میں ہوا ہو لیکن ظاہر تین سو یا چار سو سال کے بعد ہوا ہو کیونکہ الہام اس بات کی تعین کرتا ہے کہ آنیوالے موعود کو بہر حال ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہو جانا چاہیے اس عرصہ کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہو سکتا۔'' (الموعود (دسمبر ۱۹۴۴) ۔ انوار العلوم جلد ۱۷ صفحہ ۵۴۴۔۵۴۵)

ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفہ ثانی نے دعویٰ مصلح موعود کرتے وقت حضور علیہ السلام کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں مذکورہ بیان کی طرف درج ذیل دو (۲) باتیں منسوب کی ہیں۔

(۱) وہ حضورؑ کے اس بیان کو اِلہام اِلٰہی قرار دیتے ہیں۔

(۲) اُنکے مطابق نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونیوالا وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہو سکتا ہے نہ کہ اس معیاد کے بعد پیدا ہونیوالا۔

واضح رہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ سے دو مبشر وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا۔ (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وضاحت فرما دی تھی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔ لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ جسمانی لڑکے کے متعلق تو یہ بات اَٹل تھی کہ اُس نے حضورؑ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہوتا یا نو (۹) سال کے بعد پیدا ہوتا۔ واقعات سے ثابت ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' بشیر احمد اوّل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت اس لڑکے کو وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی بشارت دے دی۔ بعد ازاں بطور مثیل بشیر احمد اوّل مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوئے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ جسمانی پسر موعود یعنی مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو پھر اُنکا دعویٰ بھی درست ہوتا اور نو (۹) سالہ معیاد کی بات بھی درست ہوتی کیونکہ دونوں بشیروں (بشیر اوّل ۱۷۔ اگست ۱۸۸۷ء اور بشیر ثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) کی پیدائش نو (۹) سالہ مدت کے درمیان ہوگئی تھی اور دونوں حضورؑ کے جسمانی لڑکے تھے۔ لیکن پریشانی اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے جسمانی پسر موعود ہونے کی بجائے روحانی پسر موعود یعنی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی مندرجہ بالا دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں اور اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) مرزا محمود احمد جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مثیل مبارک احمد (زکی غلام/مصلح موعود) کی بشارت کے سلسلہ میں مخالفین اور مکذبین مہدی و مسیح موعود کو جواباً فرما رہے تھے کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا''۔ (رسالہ تشحیذ لاذہان ولیم ۳۔ نمبر ۶۔۷

صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

اب سوال یہ ہے کہ دعویٰ مصلح موعود کے وقت اگر خلیفہ ثانی کے مؤقف کے مطابق اس آنیوالے مصلح موعود (مثیل مبارک احمد) نے نو(۹) سالہ عرصہ کے اندر پیدا ہونا تھا تو جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا محمود صاحب نے مکذبین مسیح موعود کو یہ کیوں نہ بتایا کہ اس موعود یعنی مثیل مبارک احمد نے نو(۹) سالہ مدت یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا تھا اور ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ پیدا شدہ میں ہوں۔؟ لیکن اگر مرزا محمود احمد اُس وقت ایسا کہتے تو اس پر مکذبین یقیناً اعتراض کرتے کہ جناب صاحبزادہ مبارک احمد تو ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔اُس کا مثیل ۱۸۹۵ء سے پہلے یعنی ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء میں کیسے پیدا ہوسکتا تھا؟ مثیل مبارک احمد نے تو مبارک احمد کی پیدائش کے بعد پیدا ہونا تھا اور وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔اور اگر وہ پیدا ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کون ہے۔؟ خاکسار یہاں گذارش کرتا ہے کہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھوت ابھی مرزا محمود احمد پر سوار نہیں ہوا تھا۔یہ بھوت اِن پر خلیفہ ثانی بننے اور خوشامدی مریدوں کا بلا سوچے سمجھے اِنکے متعلق مصلح موعود اور مظہر قدرت ثانیہ کے بیانات جاری کرنے کے بعد سوار ہوا۔یہی وجہ ہے کہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں اُنہوں نے بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہہ دی تھی کہ اس موعود نے آئندہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

(۲) زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کا حضورؑ کے اِس اجتہادی بیان کو اِلہامی قرار دینا قطعی طور پر جھوٹ تھا۔

(۳) اگر حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہوتے اور وہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) بشیر الدین محمود احمد کے رنگ میں ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا ہوتا تو پھر آپ کی پیدائش کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کبھی نازل نہ ہوتے۔؟

(۴) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو(۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر نو(۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کبھی نہ ہوتی۔؟

(۵) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو(۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر حضورؑ اس نو سالہ مدت (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کبھی قرار نہ دیتے۔؟

(۶) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو(۹) سالہ مدت اِلہامی ہوتی تو حضورؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپ پر کبھی نازل نہ ہوتیں۔؟

(۷) زکی غلام (مثیل مبارک احمد/مصلح موعود) کے متعلق اِلہامی بشارات کا نزول مورخہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر مورخہ ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔سنت اللہ کے مطابق بشارت پہلے ہوتی ہے اور مبشر یعنی جس کی بشارت دی گئی ہو بعد میں پیدا ہوتا ہے۔زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کا نزول ہمیں درج ذیل تین نتائج پر پہنچاتا ہے۔

(الف) زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا نو(۹) سالہ خیال آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ اِلہامی۔

(ب) زکی غلام یا مصلح موعود یا مثیل مبارک احمد (خواہ کوئی بھی نام دے لیں) کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے حضورؑ کے جسمانی لڑکے باہر ہو جاتے ہیں اور یہ اِلہامی پیشگوئی حضورؑ کی روحانی اولاد یعنی ذریت (جماعت) کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

(ج) زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں مصلح موعود کی پیدائش ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہونا قرار پاتی ہے۔

یہاں آپ سے میرا سوال ہے کہ خلیفہ ثانی کا مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے بیان فرمودہ نو(۹) سال کے عرصہ کو اِلہامی قرار دینا اور ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی احمدی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتا کیا قطعی طور پر ایک جھوٹ اور دَجَل نہیں تھا۔؟

آج جماعت احمدیہ کی روحانی حالت

واضح ہو کہ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ بھی آج وہیں کھڑی ہے جہاں خاتم النبیین اور حیات مسیح کے معاملہ میں غیر احمدی مسلمان کھڑے ہوئے ہیں۔اِنکی پوزیشنوں اور روحانی حالت میں ذرّہ برابر بھی فرق نہیں ہے۔ہمیں علم ہے کہ قرآن کریم کی بعض دیگر آیات آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے ختم نبوت کی بجائے اُمتی یا غلام نبوت کا دروازہ کھولتی ہیں۔اِسی طرح آیت ''بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه'' سے پیدا شدہ مغالطہ کو دور کرتے ہوئے بعض دیگر آیات قرآنی حضرت مسیح ابن مریم کو وفات یافتہ قرار دیتی ہیں۔لیکن ان سب آیات اور حقائق کے باوجود ختم نبوت اور حیات مسیح کے معاملہ میں ہمارے مسلمان بھائیوں کی سوئی آیت خاتم النبیین اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْه کے الفاظ پر اَٹکی ہوئی ہے

اور اُنہوں نے اِن محکم آیات قرآنی (جو ختم نبوت اور حیات مسیح ابن مریم ایسے باطل عقائد کی تردید کرتی ہیں) کو پس پشت پھینکا ہوا ہے۔ ؎

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

یہی حال آج جماعت احمدیہ کا ہے۔ جماعت احمدیہ میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے زکی غلام (مصلح موعود) کی پیدائش کے متعلق ملہم نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو اپنے ایک اشتہار میں فرمایا تھا کہ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہوجائے گا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۳)''

واضح رہے کہ حضورؑ کی'' بموجب وعدہ اِلٰہی'' کے الفاظ سے ''۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں کیا گیا وعدہ اِلٰہی'' مراد ہے نہ کہ نو (۹) سال کے عرصہ کا وعدہ۔ جیسا کہ اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے سے وعدہ فرماتا ہے کہ۔ ''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا'' باقی اس زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ نے نو (۹) سال کے عرصے کا اجتہاد ظاہر فرمایا تھا۔ اور خاکسار نو (۹) سالہ عرصے کی حقیقت پر پہلے کافی روشنی ڈال چکا ہے۔ یہاں اسکے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اب ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد حضورؑ پر زکی غلام کے متعلق جو مبشر الہامات آپکی وفات تک نازل ہوتے رہے۔ یہ تمام مبشر الہامات اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں نہ کہ آپکے اجتہادی خیالات۔ یہ مبشر الہامات دراصل زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کا تعین کرتے ہیں اور اِن مبشر الہامات کے مطابق مصلح موعود کی پیدائش ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہوگی۔ لیکن ختم نبوت اور حیات مسیح کے معاملہ میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرح آپ لوگوں کی بھی سوئی ''نو (۹) سال کے عرصہ'' پر اَڑی ہوئی ہے اور آپ اُن تمام مبشر اور قطعی الہامات جو حضورؑ کی وفات تک آپؑ پر نازل ہوتے رہے اور وہ جو مصلح موعود کی پیدائش کا تعین کرتے ہیں پر غور و فکر کرنے کیلئے تیار ہی نہیں ہیں۔ کیا اب بھی کسی مصلح اور مجدد کی ضرورت نہیں ہے۔؟ فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

راناصاحب کے چند بے تکے اور بے بنیاد اعتراضات اور اُنکے جوابات

(۱) آپ اپنے خط کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں۔ ''آپکے نام نہاد دعویٰ مصلح موعود کی بنیاد آپکی نظم ''میری پکار'' پر ہے۔ ذرا نظم ملاحظہ ہو۔

اے میرے اللہ اب تو میری پکار سن لے
بخشش کا میں ہوں طالب، میرے غفار سن لے

میں گنہ گار بندہ در پہ ہوں تیرے آیا
شرمندگی کے آنسو اپنے ہوں ساتھ لایا

گلیوں میں رو رہا ہوں، آنسو بہا رہا ہوں
در در کی ٹھوکریں، اے مالک میں کھا رہا ہوں

تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنادے
اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھادے

ہر آن رکھوں دیں کو، دنیا پہ میں مقدم
اسلام کی فتح کا، ہو فکر مجھ کو ہر دم

اسلام کی صداقت دنیا میں، میں پھیلاؤں
شمع ہدایت، ہر گھر میں، میں جلاؤں

اسلام پر جیُوں میں، اسلام پر، مروں میں
ہر قطرہ اپنے خوں کا، اس کی نظر کروں میں

برائی سے بچوں، اور زباں پہ ہو صداقت
تیرے چمن کا گل ہوں گل کی تو کر حفاظت

جناب جنبہ صاحب! ایسی نظمیں تو ہم سکولوں میں پڑھتے رہے اور سنتے رہے ہیں۔ اور ہر کمزور انسان کی فریاد خدا تعالیٰ کے حضور دن میں کئی بار کرتا ہے۔ اس نظم کے کس شعر نے آپ کو مصلح موعود بنا دیا۔ کیا یہ خدا کا کلام ہے؟ اگر خدا کا کلام ہے (نعوذ باللہ)۔ تو بھی اس میں آپ کے زکی غلام وغیرہ کا اِشارہ تک بھی نہیں۔''

الجواب۔ جناب۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ عاجز کی اس نظم کے لفظی معیار پر آپکی نظر ہے اور اس کی روح پر آپ غور وفکر کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ اس نظم کے سادہ الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ مانگا گیا ہے۔؟ اور پھر یہ دعا بھی کس برگزیدہ انسان کے کہنے پر اُسکی دعا میں شامل ہو کر مانگی گئی ہے۔ ایک انسان جس نے کبھی کوئی شعر نہ کہا ہو اُس کا چند منٹوں میں یہ دعائیہ اشعار لکھ لینا کس طرح ممکن ہے۔؟ اور پھر ان اشعار میں عام شاعروں کی طرح بے مقصد شعر نہیں کہے گئے بلکہ اپنی بخشش کے علاوہ آدھے اشعار میں اسلام کے غلبے اور فتح کی التجائیں کی گئی ہیں۔ رانا صاحب۔ آپ مانیں یا نہ مانیں یقیناً میں نے یہ اشعار نہیں بنائے بلکہ یہ دعائیہ نظم مجھے بخشی گئی ہے۔ اگر بالفرض محال آپکی یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ نظم اِلہامی نہیں ہے تب جس برگزیدہ اِنسان کے کہنے پر اُسکی دعا میں شامل ہو کر یہ التجائیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی گئی ہیں کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دعائیں ردّ ہوئی ہونگی۔؟ ہرگز نہیں۔

ثانیاً۔ آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں جس زکی غلام کی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو بشارت دی تھی۔ اسی زکی غلام کو حضورؑ نے مصلح موعود کا نام دیا تھا۔ مصلح موعود اِلہامی الفاظ نہیں ہیں بلکہ اِلہامی نام اس موعود کا زکی غلام ہے۔ واضح رہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام محمدی مریم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی بطور مصلح موعود موسوی مریم علیہ السلام کی طرح ایک مسیحی نفس زکی غلام بخشا تھا۔ آپ سورہ مریم پڑھ کر دیکھیں۔ فرشتہ نے موسوی مریم علیہ السلام کو جس غلام کی بشارت بخشی تھی اُسے اُس نے زکی غلام کہا تھا وغیرہ۔ نظم کا چوتھا شعر کچھ اس طرح ہے۔

تو پاک مجھ کو کردے اور نیک بھی بنا دے ۔ اسلام کی محبت، دل میں میرے بٹھا دے

رانا صاحب۔ جب یہ دعائیہ نظم مجھے ملی تو مجھے یہ بنی بنائی ملی تھی۔ میں نے یہ نظم سوچ کر نہیں بنائی تھی۔ جب شاعر کوئی نظم منظوم کرتا ہے تو اشعار نظم کرتے وقت اُسے معلوم ہوتا ہے کہ میں کیا نظم کر رہا ہوں اور کس لیے کر رہا ہوں وغیرہ۔ وہ اپنے منظوم کلام میں جو الفاظ استعمال کرتا ہے اُنکے معانی کا بھی اُسے خوب علم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا اس رنگ میں مجھے سکھائی کہ اُس عظیم ذات پاک نے مجھے مجوزّہ دعا سکھانے کا اپنا ارادہ بھی پورا فرما لیا اور ساتھ ہی مجھے اس کی حقیقت سے بھی لاعلم رکھا کہ مجھے کیا دعا سکھائی جا رہی ہے۔ اور یہ بھی واضح ہو کہ جس وقت مجھے یہ دعائیہ نظم سکھائی گئی تھی اُس وقت میرا اس نظم کی حقیقت سے لاعلم رہنا ہی میرے لیے بہتر تھا۔ اور پھر خواب میں حضورؑ کیساتھ ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگنے کے کم وبیش چھ سال تک مجھے اس دعائیہ نظم کی حقیقت کا کچھ علم نہیں تھا۔ اور پھر جب وہ وقت آ گیا کہ مجھے اِن ساری باتوں کا علم ہو جانا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے ان ساری باتوں کی حقیقت مجھ پر کھول دی۔ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں خاکسار کو احمدیہ ہوسٹل دارالحمد میں ایک مبارک سجدہ میسر آ گیا جس نے میری کایا پلٹ دی۔ اس مبارک سجدہ میں میری ہیئت بدل گئی اور میں سجدے میں جانے والا عبدالغفار نہ رہا بلکہ سجدہ سے جب اُٹھا تو میں موعود غلام مسیح الزماں تھا۔ شروع شروع میں جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر میرے زکی غلام ہونے کا انکشاف فرمایا تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ میں کیسے موعود زکی غلام ہو سکتا ہوں۔؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے میری توجہ نظم کے متذکرہ بالا شعر کی طرف مبذول کروائی اور مجھے بتایا گیا کہ میں (اللہ تعالیٰ) نے تجھے جو دعا سکھائی تھی۔ اِس میں میں (اللہ تعالیٰ) نے تجھے زکی بننے کی بھی دعا سکھائی تھی۔ مجھ ایسے مذہبی طور پر اَن پڑھ بندے کیلئے یہ نئی خبر تھی۔ میں نے پھر اردو لغات میں زکی کے معنی دیکھے تو مجھے معلوم ہوا کہ زکی کے معنی پاک اور نیک کے ہوتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہر طرح سے کھول دیا کہ جس زکی غلام کی حضرت مرزا صاحب کو بشارت دی گئی تھی وہ زکی غلام تو ہی ہے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بتا چکا ہے کہ اپنے زکی غلام کو ہی حضور علیہ السلام نے مصلح موعود کہا تھا۔ جس انسان کو اللہ تعالیٰ دین اسلام کی فتح اور غلبے کی دعا کیساتھ اُسے زکی بننے کی دعا بھی سکھائے اور پھر یہ دعا اپنے اُسی برگزیدہ بندے کی دعا میں شامل ہو کر کے منگوائے جس کو اُس نے زکی غلام کی بشارت بخشی ہوئی تھی۔ تو پھر اُس عظیم الشان اور برگزیدہ انسان کی دعا میں شامل ہو کر زکی بننے کی دعا مانگنے والے انسان کیلئے اُسکے زکی غلام ہونے میں کوئی شک رہ سکتا ہے۔؟ کسی بھی متقی انسان کو ایسے انسان کے موعود زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا لیکن آپ ایسے عقل مندوں نے نہ پہلے زمانوں میں ایسے زکی غلاموں کو قبول کیا تھا اور نہ ہی آج مجھے قبول کرو گے۔ خاکسار اس موضوع پر اپنے مضامین اور اپنی کتاب غلام مسیح الزماں میں بڑی تفصیل کیساتھ لکھ چکا ہے۔ غور وفکر کرنیوالے اور متقی انسانوں کیلئے یہ کافی ہے۔

خاکسار اپنی دعائیہ نظم کو اِلہامی کہتا ہے۔ لیکن آپ اسے اِلہامی ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں بلکہ اس نظم کے اِلہامی ہونے کیلئے لکھتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ آپ سے میرا سوال ہے کہ اس نظم میں کون سی ایسی نعوذ باللہ بری چیز آپ نے دیکھی ہے یا اس دعا میں کون سی ایسی غلط دعا مانگی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے اس دعائیہ نظم کے اِلہامی ہونے کیلئے آپ کو نعوذ باللہ کے الفاظ استعمال کرنے پڑے ہیں۔ یاد رہے کہ پہلے وقتوں میں بھی جب اللہ تعالیٰ کے بندے انسانوں کی ہدایت کیلئے دنیا میں بھیجے گئے۔ اُنہیں بھی اپنے اِلہامی کلام کے سلسلہ میں آپ ایسے سمجھدار لوگوں سے ایسی ہی باتیں سننی پڑیں تھیں۔ مثال کے طور قرآن کریم ایسی وحی متلو نہ آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی نبی پر نازل ہوئی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد ایسی

وحی متلو کسی مصلح پر نازل ہوسکتی ہے۔ یہ آنحضرت ﷺ کا عظیم دل ہی تھا جس نے اس عظیم الشان وحی کو برداشت کیا اور پھٹ نہیں پڑا۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ آپ ایسے مشرکین اور منکرین مکہ قرآن کے متعلق کیسی کیسی لایعنی باتیں کرتے تھے۔ اِیسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ (الانبیا۔٦) بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ قرآن پراگندہ خیالات (پریشان خوابیں) کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے اِسے از خود گھڑ لیا ہے بلکہ وہ ایک شاعرانہ مزاج رکھنے والا آدمی ہے پس چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا نشان لائے جس طرح کہ پہلے رسول نشانوں کیساتھ بھیجے گئے تھے۔

واضح رہے کہ ہدایت تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَى (لیل۔۱۳) ہدایت دینا یقیناً ہمارے ہی ذمے ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی تو پھر وہ آپکی طرح واہ واہ کیلئے ایسی ہی لایعنی باتیں کرتے ہیں جیسی کہ آپ کر رہے ہیں۔ میں آپ کیلئے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو تقویٰ نصیب فرمائے اور وہ بصیرت بخشے جس کے ہوتے ہوئے سچ اور جھوٹ میں فرق کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ آمین

(۲) آپ صفحہ نمبر۲ پر لکھتے ہیں۔ ’’آپ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۴/ ۱۲۵ پر لکھتے ہیں کہ ’’رانا صاحب! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک ہی بزرگ ’’نیکی خدا ہے‘‘ کیساتھ (خلیفہ ثانیؓ۔ناقل) کی باون (۵۲) علامتوں کا سحر توڑ نہیں دیا‘ اِنا اللہ۔۔۔ جنبہ صاحب! آپ کو کیا ہو گیا۔ نیکی خدا ہے اور حضورؑ کی باون (۵۲) علامتوں کا اس میں کیا جوڑ ہے؟ پھر کونسا سحر ٹوٹا؟ ‘‘

الجواب۔ جہاں تک خلیفہ ثانی کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر اِلہامات میں قطعی طور اس بات کا فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ بندے مہدی و مسیح موعودؑ کے کسی لڑکے کو بھی زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں بنائے گا۔ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر اِلہامات میں دے دیا ہے۔ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے اور یہ سوال آپ نے بھی اُٹھایا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی کے بعد اور خاص کر حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد زکی غلام کے متعلق جو مبشر اِلہامات نازل ہوتے رہے یہ زکی غلام کوئی اور ہے۔؟ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کے بعد جس غلام کی ٦۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک نو (۹) دفعہ بشارات ہوئی ہیں۔ یہ غلام کوئی نیا غلام نہیں تھا بلکہ یہ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء میں بشارت دیا ہوا وہی زکی غلام ہے جس کو حضور علیہ السلام نے مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کے بعد جو غلاموں کی بشارات ہوئی ہیں اُن میں غلام کی وہی صفات بیان فرمائی گئی ہیں جو کہ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی میں موجود ہیں۔ ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء کی اِلہامی پیشگوئی سمیت یہ غلام کے متعلق دس (۱۰) بشارات تھیں۔ یہ کوئی الگ الگ دس (۱۰) غلام نہیں تھے بلکہ یہ وہی غلام ہے جس کی بشارت اِلہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔ علاوہ اسکے اللہ تعالیٰ نے ایک اور قطعی خبر بھی دیدی تا کہ اس معاملہ میں کسی کو کوئی ابہام نہ رہے۔ وہ یہ کہ صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام جس کی ایک صفت اُس کا حلیم ہونا بھی ہے اُس کو اللہ تعالیٰ نے مثیل مبارک احمد قرار دیدیا ہے۔ زکی غلام یعنی مصلح موعود کی اتنی وضاحت کے باوجود اگر کوئی احمدی یا حضور علیہ السلام کے لڑکوں میں سے کوئی اس بات کی ضد کرتا ہے کہ حضورؑ کا کوئی لڑکا زکی غلام یا مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود ہوسکتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے پاگل پن کا علاج کرائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کے بعد حضور علیہ السلام کا کوئی بھی لڑکا خواہ اُٹھاون کی بجائے اُٹھاون لاکھ علامات بھی اپنے وجود میں دکھائے تو بھی وہ زکی غلام (مصلح موعود) نہیں ہوسکتا۔ میں نے اپنی کتاب (آمدن عید مبارک بادت) میں بھی لکھا تھا کہ اگر خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر تمام عالم اسلام بیعت کر کے احمدی ہو جاتا اور سارے عیسائی بھی اُنکے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہو جاتے تو وہ مثیل بشیر احمد اوّل یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا تو یقیناً ہو سکتے ہیں لیکن زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد اور مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور کوئی احمدی اس فیصلہ کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ یہ تو تھی خلیفہ ثانی کی باون (۵۲) یا اٹھاون (۵۸) علامتوں کی حیثیت۔

اب خاکسار اپنی ایک بزرگ دلیل ’’نیکی خدا ہے‘‘ کی طرف آتا ہے۔ رانا صاحب۔ آپ دنیائے علم و حکمت کے آدمی نہیں ہیں اور آپ سے ایسے دقیق موضوع پر بات کرنا ایسے ہی ہے جیسے بھینس کے آگے بین بجانا۔ آپ نہیں جانتے کہ دنیائے علم و حکمت میں نیکی اور علم کی کیا اہمیت ہے اور اوپر سے آپکے دل و دماغ میں بے انتہا تعصب اور جانبداری بھری ہوئی ہے۔؟ اس سلسلہ میں خاکسار ذیل میں آپکے آگے دو (۲) گذارشات پیش کرتا ہے اس اُمید کیساتھ کہ شاید آپ تعصب سے خالی ہو کر اِن پر غور و فکر فرمائیں۔ واضح رہے کہ اب سے اڑھائی ہزار سال پہلے سقراط بنی نوع انسان کو نیکی علم ہے (Virtue is Knowledge) بتا کر خاموش ہو گیا اور اُس نے آگے ’’نیکی‘‘ اور ’’علم‘‘ کے متعلق کچھ نہ بتایا کہ یہ نیکی اور علم کیا ہیں۔؟ میرے خیال میں شاید سقراط کا کام یہی تھا اور نیکی یا علم کی ماہیت کے آشکار ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔ سقراط کے بعد اُس کے شاگرد افلاطون (Plato-428/427 BC–348/347 BC) اور افلاطون کے بعد اُسکے شاگرد ارسطو (Aristotle-384 BC–322 BC) نے اپنے اپنے فہم اور اپنے اپنے رنگ میں نیکی کی ماہیت کے متعلق نظریات قائم کیے لیکن یہ دونوں عظیم مفکر کسی ایک نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ نیکی کی ماہیت کے متعلق دونوں کے نتائج ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ صدیوں پر صدیاں گزرتی گئیں۔ ہر دور کے ذہین اور باصلاحیت انسان ’’نیکی کی ماہیت‘‘ کا یہ عقدہ حل کرنے کیلئے اپنے طور پر طبع آزمائی کرتے رہے لیکن وہ اِس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ میرے خیال میں ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد کے مطابق اِس راز کا اِنکشاف شاید حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود زکی غلام پر اُسکی سچائی ظاہر کرنے کیلئے بطور ایک ثبوت

کے ہوتا تھا۔ایک مایہ ناز اور فائق (preeminent) برطانوی مفکر ڈبلیو ٹی سٹیس (Walter Terence Stace) جو بیس (۲۰) سال پرنسٹن یونیورسٹی (Princeton University) میں فلاسفی کے پروفیسر رہے اور اِسی دوران وہ امریکن فیلوسوفیکل ایسوسی ایشن (American Philosophical Association) کے صدر بھی رہ چکے ہیں اِس سلسلہ بیان میں لکھتے ہیں:۔

"But as, for Socrates, the sole condition of virtue is knowledge, and as knowledge is just what can be imparted by teaching, it followed that virtue must be teachable. The only difficulty is to find the teacher, to find someone who knows the concept of virtue. What the concept of virtue is that is, thought Socrates, the precious piece of knowledge, which no philosopher has ever discovered and which, if it were only discovered, could at once be imparted by teaching, where upon men would at once become virtuous." (A critical history of Greek philosophy by W.T. Stace p.149)

(ترجمہ۔لیکن جیسا کہ سقراط کیلئے نیکی کی تنہا شرط اِس کا علم ہونا ہے اور جیسا کہ علم قطعی ہے جس کو بذریعہ تعلیم سکھایا جا سکتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ نیکی بھی قابل تَعلُّم ہونی چاہیے۔ مشکل صرف یہ ہے کہ کسی معلم کو ڈھونڈا جائے جو نیکی کے تصور کو جانتا ہو۔نیکی کا وہ تصور جسے سقراط نے سوچا اور جو علم کا انمول جز ہے جس کو کسی مفکر نے آج تک دریافت نہیں کیا اور اگر کبھی وہ دریافت ہو گیا تو فوراً اُسے پڑھایا جائے گا اور اِس طرح انسان فوراً نیک ہو جائیں گے۔)

یاد رکھیں کہ میری فہم وفراست کے مطابق اگر تمام مغربی فلسفہ (western philosophy) کو ایک پلڑے میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں سقراط کا یہ اِلہامی نظریہ (نیکی علم ہے) رکھ دیا جائے تو یقیناً سقراط کا یہ علمی نظریہ سارے مغربی فلسفہ پر بھاری ہے۔رانا صاحب۔یہ عاجز آپ ایسے بیوقوفوں اور آپکے بے علم اور خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ سے کیا بات کرے۔؟ ڈاکٹر عبدالسلام کے پائے کے اگر جماعت احمدیہ میں دو چار عالم موجود ہوں تو پھر اپنے خلیفے سے کہیں کہ وہ اُنہیں میرے ساتھ علمی گفتگو کیلئے تیار کریں۔یہ نہ بھولیں کہ میں حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا وہ موعود زکی غلام ہوں جو اِلٰہی دربار سے علم وعرفان میں ڈگری یافتہ ہے۔آپکے خدائی خلیفوں کو نہ دین مصطفےٰ ﷺ کا درد ہے اور نہ ہی حضرت بانئے جماعت کی جماعت کا درد ہے۔اُن کا سارا زور اور اُنکی ساری کوششوں کا محور صرف یک نقاطی ایجنڈے پر ہے کہ کہیں خاندان سے خلافت نہ چلی جائے۔اِنہوں نے اپنے مذہبی اقتدار کی خاطر دین اسلام اور احمدیت کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔تم سب وہی مجرم ہو جن کا اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح ذکر فرمایا ہے۔۔۔۔اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔اے احمق۔ تجھے کیا علم کہ وحی اور اِلہام کیا ہوتا ہے۔؟ تجھے میرے ربّ کی طاقتوں کی کہاں خبر۔؟ تجھے کیا علم کہ کُن فیکون کی حقیقت کیا ہے۔؟ تو اس کوچے کا آدمی نہیں ہے۔پھر بھی سن۔خاکسار نے اِسی نیکی کی ماہیت کو جاننے کیلئے جسے سقراط نے علم کہا تھا جب ایک مبارک سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے اِلتجا کی اور اپنی اِلتجا کو میں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کی اِلہامی دعاؤں میں لپیٹ کر بارگاہِ ایزدی میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کی اِلتجا کو قبول فرماتے ہوئے سقراطی علمی نظریہ'' نیکی علم ہے'' کی حقیقت مجھ پر کھول دی۔پھر اِسی دن شام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا کامل علم اور اپنا کامل عرفان مجھ پر علمی رنگ میں ایک نظریہ (Virtue is God) کی شکل میں اِلہام فرمایا۔یہ صرف ایک عام نظریہ نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ (supreme ultimate universal theory) ہے اور اگر اِسے اُم النظریات (mother of theories) کہا جائے تو بھی درست ہے۔میرے اِن الفاظ پر غور کرنا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔؟ میں خلیفہ ثانی کی طرح افرادِ جماعت کے آگے باون یا اٹھاون خصوصیات کا ناٹک نہیں رچا رہا بلکہ اپنی سچائی کے حق میں خالصتاً ایک علمی دلیل پیش کر رہا ہوں۔آپ ایک انگریزی ملک میں رہ رہے ہیں اور یہ علمی نظریہ بھی انگریزی زبان میں لکھا گیا ہے۔ آپ اُٹھیں اور اِس علمی نظریہ کو جھٹلا کر اپنے نام نہاد خلیفے سے انعام پائیں۔یہ اِلٰہی نظریہ (Divine theory) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کی مرکزی علامات سے منضبط ہے اور یہی اِلٰہی نظریہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) کی سچائی کا علمی ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ اِس زکی غلام کے متعلق فرماتا ہے۔'' وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔''

آپ سے عرض ہے کہ آپ میرے اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) کو بغور وفکر پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔اِس اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ کیساتھ آئندہ کیا کیا علمی انقلابات وابستہ ہیں ۔یہ باتیں آپ ایسے پست خیال آدمی کے ذہن سے بہت بالا ہیں۔پہلے زمانوں میں مذہبی نظریات کو پھیلانے کیلئے ہر مذہب کے مبلغ لوگوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے اور اس تبلیغ کے نتیجہ میں بعض لوگ اپنے مذہبی نظریات بدل بھی لیا کرتے تھے۔لیکن اب تبلیغ کا رنگ بدل چکا ہے اور دنیا نظریاتی دور میں داخل ہو چکی ہے۔اب وقت کیساتھ ساتھ مذاہب علمی

میدان میں آرہے ہیں۔اور جس مذہب کا نظریہ دیگر علمی نظریات پر غالب آجائے گا اِنشاءاللہ تعالیٰ وہی مذہب دنیا میں غالب آئیگا۔دین اسلام کے غلبے کا جواللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ سے وعدہ فرمایا ہوا ہے(هُوَ الَّذِیٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَیٰ وَدِینِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَی الدِّینِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔(التوبہ۔۳۳/الفتح۔۲۹/الصّف۔۱۰)''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے گو مشرکوں کو یہ بات بہت ہی بُری لگے۔)۔دین اسلام کا یہ غلبہ بھی علمی رنگ میں ظاہر ہوگا۔میری بات کو پلے باندھ لیں کہ یہی وہ الٰہی نظریہ ہے، یہی وہ آسمانی حربہ ہے جو آئندہ دین اسلام کی فتح اور غلبے کی وجہ بننے والا ہے۔اگر آپ اس الٰہی نظریہ ''نیکی خدا ہے'' کو بغور وفکر پڑھیں گے تو آپ کو اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کی مذکورہ مندرجہ بالا ساری علمی نشانیاں اس میں مل جائیں گی۔اگر آپ لوگوں نے میری سچائی کے اتنے بڑے علمی ثبوت کے آگے بھی اپنی آنکھیں بند کرنی ہیں تو پھر انتظار کرو اور دیکھو کہ اللہ تعالیٰ آگے کیا ظاہر فرماتا ہے۔؟

غیر کیا جانے کہ غیرت اُسکی کیا دکھلائے گی   خود بتائے گا اُنہیں وہ یار بتلانے کے دن

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرمایا ہے۔''وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے وہ میل اُتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دور ہوجاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اُس برترہستی کا درشن ہوجاتا ہے، خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی طلب ہے وہ اُٹھے اور تلاش کرے۔''(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۲)

اسی طرح حضور علیہ السلام اپنے رسالہ ''تجلیات الٰہیہ'' میں فرماتے ہیں۔''اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔''(تذکرہ صفحہ ۵۱۷۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

حضور علیہ السلام نے اپنی اس پیشگوئی میں جس قسم کے علم کا ذکر فرمایا ہے وہ عرفان باری تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ذریعے اپنے برگزیدہ بندے (مہدی و مسیح موعود) کیساتھ آپکے موعود زکی غلام کو کامل علم و معرفت دینے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔حضورؑ کی مندرجہ بالا پیشگوئی میں علم و معرفت میں جس کمال کا ذکر فرمایا گیا ہے۔جماعت احمدیہ میں علم و معرفت میں کمال کی یہ خلعت صرف اور صرف موعود زکی غلام جسے اللہ تعالیٰ نے فخر الرسل بھی فرمایا ہے کی قسمت میں لکھی گئی تھی۔خاکسار نے ۱۹۹۷ء میں خلیفہ رابع کو بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبول بندوں محمد ﷺ اور مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی اِلہامی دعاؤں کی قبولیت کے صدقے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ ''اب میں تجھے اپنی جناب میں رجسٹر کرتا ہوں اور میں تجھے علم دوں گا اور تو لوگوں کو لاجواب کردے گا۔''رانا صاحب۔یہ علم و معرفت میں کمال ہی تو ہے جو اس عاجز کو اِلہامی نظریہ نیکی خدا ہے(Virtue is God) کے ذریعے بخشا گیا ہے۔خاکسار کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت کا جو علم بخشا گیا ہے۔اِسکی روشنی میں خاکسار نہ صرف خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلا چکا ہے بلکہ میدان میں کھڑے ہوکر مدت سے علم و معرفت میں مقابلہ کیلئے آپ سب کو بلا رہا ہے۔جماعت احمدیہ کے خلفاء اور علماء نے میرا مقابلہ کرنے کی بجائے آپ ایسے بے علم لوگوں کو میرے سامنے کیا ہوا ہے تا کہ وہ اپنی آخرت کو بھلا کر اس عاجز پر کیچڑ اُچھالتے پھریں۔بک بک اور بدزبانی کرتے پھریں۔میرا آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام آپ ایسے بے علموں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔''کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلّی کے پا سکتے ہو۔؟''(ایضاً۔۴۴۳)اس عاجز نے جسے تم اپنے مضمون میں گالیاں نکال رہے ہوا پنے آقا کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ علم و عرفان میں کمال کی اس نعمت کو کامل طور پر پایا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کے سلسلہ میں میرے آقا کی اس پیشگوئی کو میرے وجود میں کامل طور پر پورا فرمایا ہے۔خاکسار یہ باتیں چھپ کر اور مبہم انداز میں نہیں لکھ رہا بلکہ میدان میں کھڑا ہے۔اے احمق۔اپنے خلفاء اور علماء کو میرے مقابلہ پر نکال اور پھر علم و معرفت میں کمال کے سلسلہ میں حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ لے۔

(۳) آپ صفحہ نمبر ۳ پر لکھتے ہیں''گویا تین کو چار کرنیوالا عقدہ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ میں اس طرح حل ہوا کہ مکہ اور مدینہ پہلے دو (۲) مرکز اسلام تھے۔پھر تیسرا مرکز اسلام قادیان بنا۔اور چوتھا مرکز اسلام ربوہ حضرت مصلح موعود کے وجود کی برکت سے بنا۔اس طرح تین کو چار کرنیوالا ہوگا کا اِلہام پورا ہوا۔''

''اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''

الجواب۔واضح رہے کہ خلیفہ ثانی کو زکی غلام (مصلح موعود) بنانے کیلئے آپ ایسے خوشادی لوگ ہر دور میں آج تک اس قسم کے لایعنی ڈھکوسلے لگاتے آرہے ہیں۔اس قسم کے ڈھکوسلوں کا پیشگوئی مصلح موعود سے کیا تعلق ہوسکتا ہے۔؟ خلیفہ ثانی صاحب نے اِلہامی پیشگوئی کی اس علامت کو مختلف زاویوں سے اپنے آپ کو چوتھا لڑکا ثابت کر کے اپنے اوپر چسپاں کیا ہے۔بعض احمدیوں نے تین سے چار بیویاں کرنے کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی پر اس علامت کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔بعض احمدیوں نے آپکی طرح خلیفہ ثانی پر چوتھے مرکز کے رنگ میں یہ علامت چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن خلیفہ رابع صاحب نے اپنی مجلس علم و عرفان منعقدہ مورخہ ۱۲۔اگست ۱۹۹۹ء میں ان سب باتوں کو لایعنی

قرار دیا ہے۔ اُنہوں نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ ہوسکتا ہے اس علامت سے چوتھا خلیفہ مراد ہو۔ یاد رہے کہ یہ علامت زکی غلام کی ہے اور مصلح موعود یعنی زکی غلام ہونے کا دعویٰ کرنیوالا تو خلیفہ ثانی تھا۔ اب اگر خلیفہ ثانی کا کوئی بیٹا پیشگوئی مصلح موعود کی اس علامت کو اپنے وجود میں پوری کرے تو یہاں ایک اور سوال پیدا ہوجاتا ہے کہ پھر مصلح موعود کون ہوا۔؟ خلیفہ ثانی یا خلیفہ رابع۔ رانا صاحب۔ ایک شخص نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ تو کر دیا لیکن اُسے اور اُسکے مریدوں کو اب تک یقینی طور پر یہ پتہ نہیں کہ وہ تین کو چار کرنیوالا کس طرح ہے۔؟ کیا یہ عجیب بات نہیں۔؟ جیسا کہ خاکسار نے قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں قطعی طور یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے لڑکے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ہی باہر ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی مصلح موعود نہیں ہوسکتا تو پھر خلیفہ ثانی تین کو چار کرنیوالا کیسے ہوگیا۔؟

یہ بھی یاد رکھیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی صرف افراد جماعت احمدیہ کیلئے ہی نہیں بلکہ اس پیشگوئی کے مطابق آنیوالے زکی غلام کا تعلق تمام دنیا سے ہے۔ وہ قوموں کو برکت دینے والا اور زمین کے کناروں تک شہرت پانے والا وجود ہوگا۔ آپکے ان ڈھکوسلوں سے ایک احمدی تو متأثر ہوسکتا ہے، وہ تو واہ واہ کرسکتا ہے لیکن یہودی، عیسائی ہندو اور کوئی ملحد (atheist) اس سے کیونکر متأثر ہوگا۔؟ دینا میں ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان ایسے ہونگے جو اپنے تین بھائیوں کے بعد چوتھے نمبر پیدا ہوئے ہونگے۔ اسی طرح دینا میں لاکھوں ایسے انسان بھی ہونگے جنھوں نے چار شادیاں بھی کی ہونگی۔ جہاں تک چار مقدس مقامات کا تعلق ہے تو یہ کسی احمدی کیلئے تو مقدس ہوسکتے ہیں لیکن یہودی، عیسائی، ہندو تو الگ رہے کسی مسلمان کیلئے بھی قادیان اور ربوہ مقدس نہیں ہیں۔ اور پھر ان مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہب میں اس طرح کے درجنوں چار مقدس مقامات ثابت کرسکتے ہیں۔ تو پھر پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں تین کو چار کرنیوالے کی تخصیص کیا ہوئی۔؟ یہ بات یاد رکھیں کہ پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کی علمی خصوصیات اور خصائل بیان کرنے کے دوران اُسے ''تین کو چار کرنیوالا'' قرار دیا گیا ہے۔ ویسے بھی علم ایک ایسی شئے ہے جو سب کیلئے کامن (common) ہے۔ زکی غلام کے بارے میں تین کو چار کرنے سے مراد یہ تھی کہ دنیائے علم میں وہ کسی علمی نظریہ میں تین کو چار کرے گا۔ اس کا اللہ تعالیٰ نے نہ صرف مجھ پر انکشاف فرمایا بلکہ مجھ سے تین کو چار کروایا بھی ہے۔ اس سلسلہ میں مزید جانکاری کیلئے میری کتاب غلام مسیح الزماں کے صفحہ نمبر ۲۷۰ پر ''مادّی مظاہر کی حالتیں'' (States of Physical Phenomena) کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴) آپ صفحہ نمبر ۴ پر لکھتے ہیں۔ ''جنبہ صاحب! اس لیے از ابنائے فارس حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضور علیہ السلام کے لخت جگر کے خلاف زبان کھولنا یا کوئی تحریر لکھنا نہ صرف آپ اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں بلکہ جس کو آپ مسیح موعود اور مہدی موعود مانتے ہیں اُنکی روح کو بھی تکالیف دے رہے ہیں۔''

الجواب۔ جیسا کہ ازروئے قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات سے ثابت ہے کہ ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود (زکی غلام) نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ ثانی صاحب نے اپنے ایک خواب میں دیکھے گئے اِلہام (وَ اَنَا الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِیْلُهٗ وَ خَلِیْفَتُهٗ) کی بنا پر مصلح موعود (زکی غلام) ہونے کا جھوٹ دعویٰ کیا تھا اور پھر اُس نے اس جھوٹے اِلہامی دعویٰ کی وجہ سے ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کو مسجد مبارک میں نماز عصر کے وقت اپنی ہر قسم کی حفاظتی اور احتیاطی تدابیر کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا پائی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ○ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ○'' (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہوکر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)

یہ سب حقائق ہیں اور کوئی انسان اِن حقائق کو جھٹلا نہیں سکتا۔ خاکسار نے مثیل بشیر احمد اوّل کے متعلق کبھی کوئی غلط بات نہیں لکھی اور نہ ہی اُسکے متعلق کبھی بدزبانی کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو اپنا نشان رحمت ہونے اور خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کا علم دیدیا تب بھی میں نے خلیفہ ثانی کے متعلق کبھی کوئی بدزبانی نہ کی اور نہ ہی اُنکے متعلق کوئی غلط لفظ لکھا۔ صرف اپنے نظریاتی اِختلاف سے سروکار رکھا۔ حتیٰ کہ آج تک بھی خاکسار نے خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے اور افراد جماعت کو گمراہ کرنے کے باوجود کبھی خلیفہ ثانی کی ذات پر کوئی الزام نہیں لگایا ہے۔ جب ۲۰۰۷ء میں میرے کسی عزیز نے آپکے دو (۲) مربیوں کے سامنے خلیفہ ثانی کی قطع وتین کا ذکر کر کے اُن سے یہ پوچھا کہ اگر خلیفہ ثانی اپنے دعویٰ مصلح موعود میں سچا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ کی قطع وتین کی قہری سزا اُس پر کیوں نازل ہوئی۔؟ میرے عزیز کے اس اعتراض کے بعد مربیوں پر فرض تھا کہ وہ ایک بار پھر خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود پر تقویٰ کیساتھ غور و فکر کرتے لیکن اُنہوں نے نہ صرف خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ کا دفاع کرنا شروع کر دیا بلکہ اس دفاع میں محسن انسانیت اور سید الانبیا ﷺ کی پاکیزہ ذات پر بھی حملہ کر دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آنخضرت ﷺ کے سر پر بھی کوئی چیز لگی تھی اور اُنکے سر میں بھی زخم آیا تھا۔ کہاں حضرت خاتم الانبیا ﷺ جس پر نوع انسان کی ہدایت کیلئے قرآن کریم جیسی عظیم الشان کتاب نازل ہوئی تھی اور کہاں ایک ایسا انسان جس نے اپنے اصل دعویٰ سے تجاوز کرتے ہوئے ایک جھوٹا دعویٰ کر کے پیشگوئی مصلح موعود پر قبضہ جمالیا۔ مزید برآں جماعت احمدیہ میں آنیوالے زکی غلام کا اپنے زعم میں راستہ بند کرنے کیلئے ایک جبری نظام کیساتھ افراد جماعت کو اَسیر بھی بنالیا۔

رانا صاحب۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

آنحضرت ﷺ کی مبارک ذات پر حملہ کر کے آپکے نام نہاد مبلغوں نے اللہ تعالیٰ کو بھی ناراض کیا اور مجھے بھی تکلیف پہنچائی۔اس تکلیف کے بعد خاکسار نے آپ سب کو آئینہ دکھانے کیلئے اپنے ایک دو(۲) مضامین میں بعض مقامات پر خلیفہ ثانی کے کردار کے متعلق اُسکے خاص الخاص مریدوں اور اُسکے رشتہ داروں اور اُسکی اولاد کے کچھ حلفیہ بیانات درج کیے ہیں۔واضح رہے کہ یہ میرے الزامات نہیں تھے بلکہ شائع شدہ کتب (printed material) میں سے میں نے صرف چند حوالے (references) درج کیے تھے۔رانا صاحب۔کسی انسان پر بذات خود الزم لگانا اور یا پھر اُس پر لگائے ہوئے الزامات کا کوئی حوالہ دینا دو(۲) مختلف باتیں ہیں۔ان دونوں باتوں میں جو فرق ہے اِسے ضرور ملحوظ خاطر رکھئے۔آپ نے میرا مضمون نمبر ۴۸ ''عیسائیوں کا خدا حضرت بانئ جماعتؑ کی نظر میں'' پڑھا ہوگا اگر نہیں پڑھا تو پھر ایک بار اُسے ضرور پڑھئے۔حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔آپؑ ایک صاحب کتاب نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کی نیکی اور طہارت اور علوشان کا بہت جگہ پر ذکر فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے حوالہ سے فرماتے ہیں۔

(۱)''قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا oوَجَعَلَنِي مُبَارَكاً أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيّاً oوَبَرّاً بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّاراً شَقِيّا oوَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيّاً oذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ۔''(مریم۔۳۱ تا ۳۵)

(ابن مریم نے) کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اُس نے مجھے کتاب بخشی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔اور میں جہاں کہیں بھی ہوں اُس نے مجھے مبارک بنایا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوۃ کی تاکید ہے۔اور مجھے اپنی والدہ سے نیک سلوک کرنیوالا بنایا ہے اور مجھے ظالم اور بدبخت نہیں بنایا۔اور جس دن میں پیدا ہوا تھا اِس دن بھی مجھ پر سلامتی نازل ہوئی تھی اور جب میں مروں گا اور جب مجھے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا (اِس وقت بھی مجھ پر سلامتی نازل کی جائے گی)۔(دیکھو) یہ عیسیٰ ابن مریم ہے اور یہی سچا واقعہ ہے جس میں وہ (لوگ) اختلاف کر رہے ہیں۔

(۲)''إِذْ قَالَتِ الْمَلآئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔''(آلِ عمران۔۴۶)

جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے بشارت دیتا ہے اُس (مُبَشَّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔

(۳)''مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلاَّ مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ۔''(المائدہ۔۱۱۸) میں نے اُن (بنی اسرائیل) سے وہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا یعنی یہ کہ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا بھی ربّ ہے اور تمہارا بھی ربّ ہے اور جب تک میں اُن میں (موجود) رہا، میں اُن کا نگران رہا۔مگر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی اُن پر نگران تھا (میں نہ تھا) اور تو ہر چیز پر نگران ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں قطعاً یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ میں نعوذ باللہ خدا کا بیٹا ہوں۔واقعہ صلیب کے بعد یہ اور اس قسم کے اور بہت سارے جھوٹ پولوس نے آپکی طرف منسوب کر دیئے۔آج دنیا میں جو عیسائی مذہب حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔یہ تعلیمات دراصل حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی نہیں ہیں بلکہ یہ پولوسی مذہب ہے۔اسکے باوجود حضرت بانئ جماعت نے عیسائیوں کے مشرکانہ اور تثلیث کے باطل عقیدے کو پاش پاش کرنے کیلئے اور مسلمانوں کے حیات مسیح کے باطل عقیدے کو جھٹلا کر اُنکی توجہ کو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی (نزول مسیح ابن مریم) کی اصل حقیقت کی طرف مبذول کروانے کیلئے عیسائیوں نے جو غلط باتیں اپنے نعوذ باللہ خدا کی طرف منسوب کر رکھیں ہیں ان کا آپ نے اپنی کتب میں کئی جگہ پر ذکر فرمایا ہے۔مشتے نمونہ ازخروارے کے طور پر ذیل میں تین حوالے درج کرتا ہوں۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱)''وہ ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور اِنسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا''۔(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۶۵ بحوالہ ست بچن)

(۲)''ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپکو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔آپکی انہی حرکات سے آپکے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور انکو یقین تھا کہ آپکے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔''(ایضاً صفحہ ۲۹۰)

(۳)'' آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔تین دادیاں اور نانیاں آپکی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔جنکے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔مگر شاید یہ بھی خدائی کیلئے ایک شرط ہوگی۔آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اُسکے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اُسکے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُسکے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔''

(انجام آتھم مع ضمیمہ۔(ایضاً صفحہ ۲۹۱)

حضور علیہ السلام کے وقت میں آپ ایسے جاہلوں نے حضور علیہ السلام پر نبیوں کی توہین اور خاص طور حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی توہین کے جھوٹے الزام لگائے تھے۔میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا جاہلوں کے ایسے الزامات سچے تھے۔؟ آپ کہیں گے کہ یہ الزامات ہرگز سچے نہیں تھے۔حضرت مسیح ابن مریم کے مقابلہ میں خلیفہ ثانی کوئی نبی اور رسول نہیں تھا اور نہ ہی اُن کا قرآن کریم میں کہیں ذکر ملتا ہے۔اُنہوں نے اپنے اصل دعویٰ مثیل بشر احمد اوّل سے تجاوز کرتے ہوئے زکی غلام (مصلح موعود) ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا اور پھر اس جھوٹے اِلہامی دعویٰ کی اللہ تعالیٰ سے اُسکی مقرر کردہ قطع وتین کی سزا پائی۔پھر یہیں پر بس نہیں کیا بلکہ حضور علیہ السلام کی جماعت میں ایک جبری نظام جاری کر کے افراد جماعت کو اخراج اور مقاطع ایسی غیر اسلامی سزاؤں کا خوف دلا کر اُن سے اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو منوایا۔پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں افراد جماعت اور آنیوالے زکی غلام کو عذاب میں ڈال کر نہ صرف حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا اشاعت اسلام اور غلبہ اسلام کا مقصد ختم کیا بلکہ جماعت احمدیہ کو بھی دولخت کر دیا۔ایسے شخص پر جب اُسکی اولاد اور رشتہ داروں اور اُسکے خاص الخاص مریدوں نے بدکاری کے حلفیہ الزامات لگائے۔ان الزامات کے سلسلہ میں اگر وہ نردوش تھا تو اُس کو چاہیے تھا کہ الزام کنندگان کے مقابلہ پر آ کر اُنکے جھوٹے الزاموں کو حلفاً رد کرتا۔خاکسار نے بذات خود خلیفہ ثانی پر کوئی الزام نہیں لگایا صرف چند الزام کنندگان کے حلفاً بیانات کے حوالے دیئے ہیں۔اس میں خاکسار نے کیا برائی کی ہے۔؟اس سے میری عاقبت کیسے خراب ہو گئی یا میں نے اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی روح کو کیا تکلیف دے دی؟

راناصاحب۔مندرجہ بالا سطور میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو حوالے درج کیے گئے ہیں۔وہ بہت سخت ہیں۔اِن حوالوں کی روشنی میں کیا آپ کہیں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے خلاف نعوذ باللہ زبان کھولی تھی یا آپؑ نے اُنکی روح کو تکلیف دی تھی۔؟اگر نہیں تو پھر خلیفہ ثانی کے کردار کے بارے میں میرا تو کوئی قصور ہی نہیں ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (البقرہ۔۱۹۷)۔

(۵) آگے صفحہ نمبر ۵ پر آپ لکھتے ہیں۔’’اس میں تو کوئی شک نہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی پیدائش جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ۹ سالہ کی معیاد میں پیدا ہونے کے بعد بھی حضور علیہ السلام کو متواتر ایک غلام،ایک زکی غلام،ایک حلیم غلام اور ایک نافلہ غلام کی سال ۱۸۹۶ء پھر سال ۱۸۹۶ء۔پھر سال ۱۸۹۹ء۔پھر سال ۱۹۰۵ء۔اور پھر سال ۱۹۰۶ء۔اکتوبر سال ۱۹۰۷ء اور آخری پیشگوئی ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو یعنی وفات سے تقریباً ۶ ماہ پہلے تک ہوتی رہی ہیں۔آپ نے اِن پیشگوئیوں کو اپنے انداز میں بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔اور شاید کچھ روحانی مریض آپکے استدلال سے متاثر بھی ہوئے ہوں۔‘‘

الجواب۔قرآن کریم کی تیس (۳۰) آیات کی روشنی میں حیات مسیح ابن مریم علیہ السلام کے عقیدہ کو باطل قرار دے کر کیا حضرت بانیٔ جماعت علیہ السلام نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی۔؟ آپکی منطق سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔اسی طرح وہ سارے متقی لوگ جو حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے قرآنی دلائل سے متاثر ہو کر حیات مسیح کے باطل عقیدے کو چھوڑ کر وفات مسیح ابن مریم کے قائل ہو گئے تھے۔یہ سارے متقی لوگ کیا آپکی نظر میں روحانی مریض تھے۔؟ آپکے استدلال کے مطابق تو یہی معلوم ہوتا ہے۔

(ثانیاً) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے بعد وقتاً فوقتاً زکی غلام کے متعلق جو مبشر الہامات نازل ہوتے رہے۔اِن مبشر اِلہامات میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو اور آپکی وساطت سے آپکی جماعت کو یہ خبر دے رہا تھا کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود نے ۶۔۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا ہے۔یہ مبشر اِلہامات نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ فرما دیا کہ میرے مسیح پاک کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہو گا اور ان مبشر اِلہامات کے نزول کا یہی مقصد تھا۔ ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

(۶) صفحہ نمبر ۶ پر آپ لکھتے ہیں۔’’اب رہی آپکی یہ غلط فہمی کہ حضرت مصلح موعود کی پیدائش کے بعد بھی ایک زکی غلام وغیرہ کی پیشگوئیاں کیوں ہوتی رہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ میرے نزدیک چونکہ حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ایک نہیں کئی زکی غلام پیدا ہونے تھے۔جیسا کہ قرآن کریم میں بھی زکی غلام کو صلبی لڑکا ہی قرار دیا ہے۔ملاحظہ ہو۔’’يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ‘‘۔اسی طرح ایک جگہ فرمایا۔غُلٰمًا زَكِيًّا ۔پس زکی غلام سے حضور علیہ السلام کی نسل اور ذریت ہی مراد ہے۔باہر سے جنبہ یا جاٹ راجپوت وغیرہ کی نسل سے نہیں آئیگا۔‘‘

الجواب۔خاکسار نے اپنی کتاب ’’غلام مسیح الزماں‘‘ کے حصہ اوّل ’’اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ‘‘ کے باب نمبر ۲ میں زکی غلام کے متعلق مختلف زاویوں سے کافی تشریح کی ہے۔اس کے علاوہ بہت سارے مضامین میں بھی اس موضوع پر مفصل بحث موجود ہے۔لیکن رانا صاحب کو یا تو سمجھ نہیں آتی اور یا پھر شاید وہ سمجھنا نہیں چاہتے۔جناب من۔آپکے متذکرہ بالا بیان میں مکمل اور واضح تضاد ہے۔ایک طرف آپ قرآن کریم کا حوالہ دے کر’’يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۔اسی طرح ایک جگہ فرمایا۔غُلٰمًا زَكِيًّا ۔‘‘زکی غلام کو صلبی لڑکا کے معنوں میں لے رہے ہیں۔اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی نسل میں کئی زکی غلام پیدا ہونگے۔اب آپ غلام کے متعلق اپنے اختیار کیے ہوئے معنوں سے ہی پھر رہے ہیں۔یاد رکھیں کہ صلبی لڑکا ہمیشہ ملہم کے گھر میں پیدا ہوا کرتا ہے ویسے ہی جس طرح پہلے نبیوں کے گھروں میں غلام یعنی صلبی لڑکے پیدا ہوئے تھے۔اب

جب آپ کہتے ہیں کہ ان کئی زکی غلاموں نے حضورؑ کی نسل میں پیدا ہونا ہے تو پھر آپکی بات سے ہی ثابت ہوگیا کہ یہ زکی غلام حضور علیہ السلام کا صلبی لڑکا نہیں بلکہ روحانی لڑکا ہے اگرچہ بیشک وہ ملہم کی صلب میں ہی پیدا ہو۔ اب تنازعہ صرف یہ رہ جاتا ہے کہ اس زکی غلام یعنی روحانی لڑکے نے حضورؑ کی تخم میں پیدا ہونا تھا یا کہ آپکی روحانی ذریت ونسل یعنی جماعت میں۔ لیکن یہ بھی واضح ہو کہ لڑکے کی طرح اللہ تعالیٰ نے ملہم کیساتھ زکی غلام کے متعلق ایسا کوئی وعدہ نہیں فرمایا کہ وہ زکی غلام کو اُسکے تخم میں پیدا فرمائے گا۔ تخم میں پیدا ہونے کا وعدہ صرف لڑکے کے متعلق تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ بطور مثیل بشیر احمد اوّل مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وجود میں پورا فرمادیا۔ خاکسار اس سلسلہ میں مزید چند گذارشات پیش کرتا ہے۔

(۱) یہ بات یاد رکھیں کہ اِلہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں (یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام) کی بشارات دی گئی ہیں۔ وجیہہ اور پاک لڑکے کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی تھی کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی وضاحت نہیں فرمائی۔ اب اگر زکی غلام حضور علیہ السلام کا صلبی لڑکا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو اس طرح بشارت دیتا۔ سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکے تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہونگے۔ اور اس طرح وجیہہ اور پاک لڑکے اور زکی غلام دونوں کا حضور علیہ السلام کے صلبی لڑکے ہونے میں کوئی اِبہام نہ رہتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ صرف اور صرف وجیہ اور پاک لڑکے کے متعلق فرمایا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ لیکن زکی غلام کیا ہوگا اور کون ہوگا اس راز پر سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے پردہ نہیں اُٹھایا۔؟

(۲) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی سے پہلے یعنی ۱۸۸۱ء میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام پر ایک حسین غلام کی بشارت نازل فرمائی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَسِيْنٍ ۔‘‘ یعنی ہم تجھے ایک حسین غلام کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ (تذکرہ صفحہ ۲۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۰) اِسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو وجیہہ اور پاک لڑکے اور زکی غلام کی بشارات عطا فرمائیں۔ اس مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد پھر وقتاً فوقتاً مختلف اوقات میں نو (۹) دفعہ غلام کی بشارتیں ہوئیں۔ اس طرح غلام کے متعلق کل گیارہ (۱۱) بشارتیں ہوئی تھیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جس طرح آپ نے کہا ہے کہ قرآن کریم میں غلام کا لفظ صلبی لڑکے کیلئے آیا ہے۔ یہ بات درست ہے اور حضرت ابراہیم، حضرت زکریا اور اسی طرح حضرت مریم صدیقہ علیہم السلام کو جن غلاموں کی بشارتیں ملی تھیں وہ سب اِنکے صلبی لڑکے تھے اور اِنکے گھروں میں پیدا ہوئے۔ لیکن قرآن کریم میں لفظ غلام صلبی لڑکے کی بجائے محض ایک نوجوان لڑکا (youth) یعنی غلام کے معنی میں بھی آیا ہے۔ رانا صاحب نے یا تو اسکی تحقیق نہیں کی اور یا پھر دیدہ دانستہ اِن آیات کا ذکر نہیں کیا جن میں اللہ تعالیٰ نے لفظ غلام کو صلبی لڑکے کی بجائے محض ایک نوجوان لڑکے یا غلام کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى دَلْوَهُ قَالَ يَا بُشْرَى هَـٰذَا غُلَامٌ وَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۔‘‘ (یوسف۔۲۰) ترجمہ۔ اور ایک قافلہ آیا اور اُنہوں نے اپنے پانی لانے والے کو بھیجا اور اُس نے اپنا ڈول ڈالا۔ تو اُس نے کہا اے (قافلہ والو) خوشخبری! یہ ایک لڑکا ہے۔ اور اُنہوں نے اُسے ایک پونجی کے طور پر چھپالیا اور اللہ اُسے خوب جانتا تھا جو وہ کرتے تھے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کنویں میں ڈول ڈالنے والے نے کنویں میں ایک لڑکے کو دیکھا تو اُس نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دیتے ہوئے کہا کہ یَا بُشْرَى هَـٰذَا غُلَامٌ ۔ اے خوشخبری ہو یہ ایک لڑکا ہے۔ اب یہاں جسے هَـٰذَا غُلَامٌ کہا گیا تھا وہ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اِن قافلہ والوں کے صلبی لڑکے نہیں تھے بلکہ اُن کیلئے صرف ایک نوجوان لڑکا یا غلام تھے۔ اسی طرح سورۃ کہف کی آیات نمبر ۷۵، ۸۱ اور ۸۳ میں بھی غلام کا لفظ صلبی لڑکے کی بجائے بمعنی محض ایک نوجوان لڑکا (youth) یا غلام کے آیا ہے۔ اب جس طرح آپ فرمارہے ہیں کہ غلام کا لفظ قرآن میں صلبی لڑکے کیلئے آیا ہے تو سوال ہے کہ حضورؑ کو جو گیارہ (۱۱) دفعہ غلام کی بشارت ہوئی تو پھر آپکے معنوں کے مطابق کیا حضورؑ کے گھر میں حضرت نصرت جہاںؓ کے بطن سے گیارہ (۱۱) صلبی لڑکے پیدا ہوئے تھے۔؟ جبکہ حضرت ام المومنین کے ہاں کل پانچ صلبی لڑکے پیدا ہوئے۔ اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔؟ کیا نعوذ باللہ من ذالک یہ اِلہامات غلط تھے۔؟ نہیں ہرگز غلط نہیں تھے۔ بلکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی یہ بشارتیں صلبی لڑکوں کے معنی میں نہیں ہوئی تھیں۔ اگر یہ غلام کی بشارتیں صلبی لڑکوں کیلئے ہوئی ہوتیں تو یہ گیارہ صلبی لڑکے حضورؑ کے گھر میں ضرور پیدا ہوتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ بشارتیں محض نوجوان لڑکا (youth) یعنی غلام کے معنوں میں ہوئی تھیں۔

(۳) ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ غلام کی گیارہ (۱۱) بشارتیں مختلف گیارہ (۱۱) غلاموں کے متعلق ہوئی تھیں یا کہ ان بشارتوں میں صرف ایک ہی زکی غلام کا وعدہ دیا گیا تھا۔؟ واضح ہو کہ ان تمام بشارتوں میں ایک ہی زکی غلام کی بشارت دی گئی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ۲۰۔فروری کی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد جو نو (۹) دفعہ غلام کی بشارت ہوئی تھی۔ اِن بشارتوں میں غلام کی وہی صفات بیان کی گئی ہیں جو کہ پیشگوئی مصلح موعود میں بیان فرمائی گئی تھیں۔ مثلاً۔ اِن نو (۹) میں سے چھ (۶) بشارتوں میں اُسے بار بار حلیم، زکی اور مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فرمایا گیا ہے۔ یہ وہی صفات ہیں جو کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی میں غلام کی بیان فرمائی گئی تھیں۔ باقی تین

بشارتوں میں ایک دفعہ اُسے صرف غلام اور دو (۲) دفعہ اُسے نافلہ فرمایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ نافلہ بھی زکی غلام یعنی مصلح موعود کو ہی فرمایا گیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے نافلہ کے معنی پوتا کرتے ہوئے جب نافلہ غلام سے متعلق بشارتوں کو اپنے پہلے پوتے یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کے بڑے لڑکے نصیر احمد (روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے کو یہ بتانے کیلئے کہ نافلہ کے یہاں معنی ''پوتا'' کی بجائے ''زائد انعام'' کے ہیں اُس پوتے کو فوت کر لیا۔ اسی طرح زکی غلام سے متعلقہ آخری بشارت جو کہ ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو ہوئی تھی اس میں ایک بشارت میں غلام کو یحییٰ کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یہ یحییٰ بھی وہی زکی غلام ہے۔ مثلاً ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ۔ ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا'' اب یحییٰ کے لفظی معنی ہمیشہ زندہ رہنے والے کے ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ سخت ذہین وفہیم ہونا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیے جانے کے الفاظ دراصل لفظ یحییٰ کے قائم مقام ہیں۔ کیونکہ جو شخص علم کو زندہ رکھتا ہے علم اُسے زندہ رکھتا ہے۔ علم کو زندہ کرنے والا خود زندہ ہو جاتا ہے اور لفظ یحییٰ کے بھی یہی معنی ہیں ''ہمیشہ زندہ رہنے والا''۔

(۴) اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام پر جو گیارہ (۱۱) دفعہ غلام کی بشارتیں نازل ہوئی تھیں۔ یہ سب بشارتیں نہ تو صلبی لڑکوں کے متعلق تھیں اور نہ ہی ان بشارتوں میں گیارہ (۱۱) مختلف غلاموں کی بشاتیں دی گئی تھیں بلکہ یہ سب بشارتیں ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے زکی غلام کے متعلق تھیں جس نے اپنی آخری بشارت یعنی ۶۔ ۷۔ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔ مزید برآں اس زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے مہدی و مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی قطعی وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ اِس زکی غلام کو کہاں پیدا فرمائے گا۔؟ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد اِس زکی غلام کو حضورؑ کی صلب میں بھی پیدا فرما سکتا تھا لیکن اب اُس نے اِسے یعنی اس عاجز کو حضور علیہ السلام کی روحانی اولاد یعنی جماعت میں پیدا فرما کر اپنا فیصلہ صادر فرما دیا ہے کہ اُس نے اِسے کہاں پیدا فرمانا تھا۔؟ وَھُوَا المُرَادُ

(۷) اسی صفحہ پر آگے آپ لکھتے ہیں۔ ''پس آپ کا فرض ہے کہ بحیثیت احمدی حضور علیہ السلام پر پکا ایمان لے آئیں اور اس بات پر بھی ایمان لے آئیں کہ حضور کی سب دعائیں جو حضور نے اپنی اولاد کے بارے میں چیخ چیخ کر کی ہیں۔ دربارِ خداوندی میں بپایہ قبولیت جگہ پا گئیں ہیں۔ جب تک آپ کا اس بات پر ایمان نہیں ہوگا۔ تو آپ اس شیطانی وسوسہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔''

الجواب۔ مسلمانوں کے مطابق آنحضرت ﷺ کے بقول مہدی مسعود نے حضرت فاطمہؓ کی عترت میں سے پیدا ہونا تھا۔ اب آپکی طرح اگر کوئی بیوقوف مسلمان حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے متعلق یہی بات کہے تو رانا صاحب آپ کو کیسا لگے گا۔؟ ثانیاً۔ اے بیوقوف۔ جسے آپ نعوذ باللہ شیطانی وسوسہ کہہ رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا موعود فضل ہے۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر اسی طرح نازل فرمایا ہے جس طرح اُس نے مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں پر نازل فرمایا تھا۔ آپ ایسے لوگوں کے الزاموں سے اللہ تعالیٰ کا کوئی مصلح نہیں بچا۔ آپ ایسے بیوقوفوں اور حاسدوں نے ہر دور میں اس فضل کو نعوذ باللہ شیطانی وسوسہ ہی کہا ہے۔ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے۔ کسی کو یہ فضل نصیب ہو گیا اور کچھ اپنی ساری زندگی اس فضل کو نعوذ باللہ شیطانی وسوسہ کہتے کہتے واصلِ جہنم ہو گئے ۔ وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

(۸) صفحہ نمبر ۸ پر آپ لکھتے ہیں۔ '' آپ نے ایک طعنہ یہ بھی دیا ہے کہ اب تک تو یہ نعرہ لگاتے رہے ہو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے تو کیا آپ کو بحیثیت مسلمان اس حقیقت سے انکار ہے؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کس نے خلیفہ بنایا؟ اسی طرح حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ کو کیا خدا نے خلیفہ نہیں بنایا۔ بعینہٖ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے غلام صادق امام زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام کے پہلے خلیفہ کو کس نے خلیفہ بنایا؟ کیا خدا نے نہیں بنایا تھا؟ اسی طرح باقی بھی خلفائے احمدیت کو خدا تعالیٰ نے نہیں بنایا تو اور کس نے بنایا؟''

الجواب۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلفاء نبی اور رسول اور مجدد ین وغیرہ ہوتے ہیں جو روح القدس پا کر کھڑے ہوتے ہیں اور اُنکی قومیں اُنہیں قبول کرنے کی بجائے اُن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہیں۔ نبیوں اور رسولوں کے بعد جن وجودوں کو بطور جانشین یا خلیفۃ الرسول لوگ منتخب کرتے ہیں اُنہیں خدا کے بنائے ہوئے خلفاء یعنی اِلہامی خلفاء نہیں کہا جا سکتا بلکہ اِنہیں چونکہ لوگ منتخب کرتے ہیں لہٰذا یہ انتخابی خلفاء کہلاتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ نبی یا رسول کے ایسے جانشین جو قرآنی ہدایت اور رسول کی سنت پر چلیں صرف اُنکے متعلق ہم خلیفہ کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن رسولوں یا نبیوں کے بعد ایسے خود ساختہ جانشین جو نہ قرآنی ہدایت پر عمل کرتے ہیں اور نہ ہی اُنکی سنت پر عمل کرتے ہیں اُن پر خلیفہ کا لفظ قطعاً منطبق نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں۔ ''افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو اِستخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

اس طرح مرزا بشیر احمد اپنے رسالہ ''اسلامی خلافت کا نظریہ'' میں لکھتے ہیں۔ ''پس حقیقت یہی ہے اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے جو یاد رکھنا چاہیے کہ کسی نبی کے بعد خلافتِ متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اُس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کیلئے ضروری خیال فرمائے۔ اور اِسکے بعد ملوکیت کا دور آ جاتا ہے۔۔۔۔ اور بنو

اُمیہ اور بنو عباس کے خلفاء جو خلافتِ راشدہ کے بعد برسرِ اِقتدار آئے سب اِسی نوع میں داخل تھے گو وہ غلط طور پر خلیفہ بھی کہلاتے رہے جسکی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔''

(اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ۔صفحہ ۳۲)

یہ بھی یاد رکھیں کہ خلفائے راشدین میں سے کسی ایک نے بھی اپنے دور خلافت میں یہ نہیں کہا تھا کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔سب جانتے تھے کہ ہم انتخابی یا نامزد خلفاء ہیں۔لیکن چونکہ یہ سب ہدایت یافتہ تھے اور اِن کا مقصد حکومت کی بجائے سچائی کو پھیلانا تھا لہٰذا ہم اِن سب کو خلفائے رشدین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔اگر خلفائے احمدیہ جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ کے منتخب کردہ ہوتے اور پھر یہ قرآنی تعلیم اور حضرت بانیٔ جماعت کی تعلیم پر عمل کرتے تو پھر یہ یقینی طور پر خلفائے راشدین کہلانے کے حقدار تھے۔یہ تو انتخابی خلفاء بھی نہیں ہیں۔اپنے ملازمین اور خوشامدی حضرات کی مجلس انتخاب بنوا کر کسی کو بھی خلیفہ منتخب کروایا جا سکتا ہے۔محمودی خلفاء بھی امویوں اور عباسیوں کی طرح ملوک اور بادشاہ ہیں۔لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ اموی اور عباسی خلفاء علی الاعلان اپنے جانشینوں کو نامزد کرتے تھے لیکن محمودی خلفاء نام نہاد مجلس انتخاب کا ڈھونگ رچا کر اپنے آپ کو انتخابی خلفاء ظاہر کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔اس لحاظ سے اموی اور عباسی خلفاء محمودی خلفاء سے بہت بہتر تھے کیونکہ وہ جھوٹی موٹی انتخابی مجلسوں کا دکھاوا کر کے اُمت کو فریب نہیں دیتے تھے بلکہ صاف گوئی کیساتھ علی الاعلان اپنی زندگی میں اپنے جانشین کو نامزد کر دیتے تھے۔رانا صاحب۔باقی رہا سوال آپ لوگوں کے قول کے مطابق کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔یہاں میرا آپ سے سوال ہے کہ آپ دنیا میں کسی ایسی شئے کا نام بتا سکتے ہیں جسے خدا نے نہیں بنایا۔؟اگر آپ لوگوں کی طرح کوئی کمہار یہ کہے کہ میرے گدھے کو خدا نے بنایا ہے تو کیا آپ اُسکی بات کا انکار کر سکتے ہیں۔؟ہرگز نہیں۔سادہ اور مخلص احمدیوں کو بیوقوف بنانے کیلئے خلافت کے سلسلہ میں یہی ڈرامہ آپ لوگوں کا ہے۔فَتَدَبَّرُوْا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

(۹) آگے آپ لکھتے ہیں۔''جناب جنبہ صاحب!خلیفہ کی مخالفت از روئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں۔؟''

الجواب۔اگر کوئی خلیفہ راشد قرآنی تعلیم یا سنت رسول ﷺ سے اِدھر اُدھر ہونے لگے تو اُس سے بھی اختلاف کرنا نہ صرف جائز بلکہ دینِ اسلام میں واجب ہے۔آپکے نام نہاد خلیفوں کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔اُمت محمدیہ میں ایک انتخابی یا مشاورتی خلیفہ راشد (خلافت کے نام پر ملوکوں کی بات نہیں ہو رہی) آپکے بقول اگر خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوتا اور اُس سے اختلاف کرنا گناہ ہوتا تو اسلام کے پہلے خلیفہ راشد اور خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ جو آئندہ ہونیوالے سب خلفائے اِسلام کیلئے رول ماڈل (Role Model) تھے اپنی اُمت کو اِسکی خبر ضرور دیتے۔لیکن آپؓ نے اپنے انتخاب کے بعد بیعت کے وقت یہ ارشاد فرمایا تھا:۔

☆صاحبو!میں تم پر حاکم مقرر کر دیا گیا (آپؓ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ناقل)،حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔اگر میں اچھے کام کروں تو اِن میں میری مدد کرو،اور اگر دیکھو کہ میں برائی کی طرف جا رہا ہوں تو مجھے سیدھا کر دو۔سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت۔اے لوگو!تم میں سے جو ضعیف ہے،وہ میرے نزدیک قوی ہے،یہاں تک کہ میں اُسکا حق دلا دوں۔اِنشاءاللہ۔اور بظاہر زور وقوت رکھنے والا آدمی بھی میرے نزدیک کمزور ہے۔یہاں تک کہ میں بے سہارا کمزور آدمی کا حق اُس سے دلا دوں اِنشاءاللہ تعالیٰ۔جو قوم اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتی ہے،اُسکو خدا خوار اور ذلیل کر کے چھوڑتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جائے،خدا اُسکی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے۔میں خدا اور اُسکے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلوں تو تم لوگ میری اطاعت کرو۔لیکن اگر میں خدا اور اُسکے رسول ﷺ کے راستے کو چھوڑ دوں،تو تم میں سے کسی ایک پر بھی میرا حکم نہیں چل سکتا۔اچھا،اب نماز کیلئے کھڑے ہو جاوٴ۔اللہ تم پر رحم فرمائے۔☆ (اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ۶۳ تا ۶۴)

اے مردود انسان۔کیا آپ کا فہم قرآن اور فہم اسلام زیادہ ہے یا کہ اُس برگزیدہ انسان کا جس کا اپنے آقا ﷺ کیساتھ قرآن کریم میں بھی نام آیا ہے۔؟خدا کا خوف کرو آپ لوگوں نے حقیقی اسلام کے نام پر جماعت احمدیہ میں کیا اُودھم مچا رکھا ہے۔؟آخر مرنا ہے۔اللہ تعالیٰ کو اپنی اِن خباثتوں کا کیا جواب دو گے۔؟یزید جو حضرت بانیٔ جماعت کے بقول پلید تھا اگر آپ اُسکے وقت میں ہوتے تو آپ ضرور اُسے حضور پُرنور کہہ کر پکارتے اور نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسینؓ کو یہ نصیحت کرتے ''خلیفہ کی مخالفت از روئے قرآن شیطان اور شیطان کے قدموں پر چلنے والے کرتے ہیں۔براہ کرم آپ اس زمرہ سے باہر نکل آئیں۔؟''شرم کرو بلکہ ڈوب کر مرو۔لیکن بقول غالب ؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

(۱۰) صفحہ نمبر ۹ پر آپ لکھتے ہیں۔''جنبہ صاحب!کاش آپ ایک نظر خلیفہ کے چناوٴ کے طریق کار اور اُن ضابطوں کو دیکھ لیتے تو آپکی یہ حالت آج نہ ہوتی۔ایسا پاک اور صاف طریقہ انتخاب حضرت مصلح موعودؓ بنا کر دے گئے ہیں کہ کسی جعلی اور خواہشمند یا اپنے آپ کو کچھ سمجھنے والے کی ذرّہ بھر بھی اس میں گنجائش نہیں ہے۔''

الجواب۔خلیفہ ثانی کے اس پاک اور شفاف طریقہ انتخاب ہی کی یہ برکتیں ہیں کہ ماشاءاللہ ایک صدی سے ایک خاندان میں سے ہی خلیفے بنتے چلے آ رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ ایک خاندان سے باہر خلیفہ بنانے کیلئے جماعت میں کوئی متقی اور نیک شخص نہیں ملا۔یہ خلیفہ ثانی کے پاکیزہ طریقہ انتخاب کی برکتیں ہی تو ہیں کہ خاندان سے باہر سارے افراد

جماعت نعوذ باللہ جعلی، لالچی، خلافت کے خواہشمند اور اپنے آپ کو سمجھنے والے ہیں۔لہٰذا پوری صدی اِن میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا جسے اللہ تعالیٰ خلیفہ بناتا۔ یہ تو صرف زکی غلام ہے جس نے آ کر رنگ میں بھنگ ڈالنا ہے اور اللہ کے پیارے اور اِنتہائی برگزیدہ خلیفوں سے جماعت احمدیہ کو چھڑانا ہے ورنہ اس قبضہ گروپ کا اللہ کے نام پر خلیفے بنانے کا ایک ہزار سالہ پروگرام ہے۔رانا صاحب۔یادرکھنا احمدیت کی بربادی اور ہلاکت کی موجب حضرت مرزا صاحب کی صلبی اولاد بنی ہے۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے اب یہ مردہ احمدیت حضور علیہ السلام کے موعود زکی غلام کے ہاتھوں نہ صرف زندہ ہوگی بلکہ وہ اِنشاء اللہ تعالیٰ اِسے لالچی اور مکار لوگوں کے شر سے ہمیشہ کیلئے تحفظ بھی دے گا۔

(۱۱)صفحہ نمبر ۱۱ پر آپ لکھتے ہیں۔''جنبہ صاحب! یہ کیا ہے۔ایک طرف تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچے پرستار اور اُنکے پکے مرید ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔دوسری طرف ابنائے فارس یعنی اولادِ مسیح موعود سے دشمنی خریدی ہے۔''

الجواب۔حضرت بانئے جماعت علیہ السلام نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو نبی اور رسول ثابت کر کے اور عیسائیوں کے بقول اُنکی خدائی کے بت کو توڑ کر کیا موسوی مریم کے بیٹے سے دشمنی خریدی تھی۔؟ بعینہٖ ہی خاکسار بھی یہی کچھ کہہ رہا ہے۔خلیفہ ثانی صاحب مثیل بشیر احمد اوّل ہوتے ہوئے صرف اور صرف وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ضمنی حصہ کے مصداق تھے۔اللہ تعالیٰ نے اُنہیں زکی غلام یعنی مصلح موعود نہیں بنایا تھا اور یہ سب کچھ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات سے ثابت ہوتا ہے۔خاکسار اِس میں کیا برا کر رہا ہے اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد سے کیا دشمنی خرید رہا ہے۔؟ رانا صاحب۔خدا کیلئے ہوش کے ناخن لو اور ہوش میں آ ؤ۔

(۱۲)صفحہ نمبر ۱۲ پر آپ یہ عنوان لگاتے ہیں۔''حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نافلہ حضرت مسیح موعود کا عہد۔''

الجواب۔کون کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر صاحب نافلہ موعود تھے۔؟ کیا مرزا ناصر صاحب کو اپنے نافلہ موعود ہونے کا اِلہام ہوا تھا۔؟ اگر ہوا تھا تو وہ اِلہام کہاں ہے۔؟ کیا مرزا ناصر نے نافلہ موعود ہونے کا کوئی دعویٰ کیا تھا۔؟ اگر اُنہوں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا تھا تو پھر کہاں ہے وہ دعویٰ۔؟ خاکسار آپ سب کو کھلم کھلا بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو کسی نافلہ یعنی پوتے کی بشارت نہیں بخشی تھی۔خاکسار موعود نافلہ غلام کی گذشتہ صفحات میں کافی تشریح کر چکا ہے۔آپ لوگ عقل سے کام لو اور خدائی کاموں میں دخل اندازی چھوڑ دو۔اناں ونڈے ریوڑیاں مڑ مڑ اپنیاں نوں۔

(۱۳)صفحہ نمبر ۱۲ پر آپ عنوان لگاتے ہیں۔"Love for all hatred for none"

الجواب۔یہ نعرہ بظاہر بہت بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن اس سے بڑا جھوٹ کسی مذہب میں نہیں بولا گیا۔جماعت احمدیہ میں کسی فروعی مسئلہ پر اختلاف کی بنیاد پر کسی احمدی کو جماعت احمدیہ سے خارج کرنا اور اُسے مقاطعہ ایسی یہودیانہ سزا کی بھینٹ چڑھا دینا کیا محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کا عملی مظاہرہ ہے۔؟ رانا صاحب۔آپ لکیر کے فقیر ہیں۔اگر آپ میں کچھ بھی تقویٰ ہوتا تو آپ کو اس دجالی فریب کی خوب سمجھ آجاتی۔

(۱۴)صفحہ نمبر ۱۶ پر آپ لکھتے ہیں۔''قسم موکدہ اور چار گواہوں کی حقیقت۔؟۔۔کیا خدا تعالیٰ کا پیارا مصلح موعود قرآن پاک کی بات مانتا یا ذلیل لوگوں کے مطالبہ کو مانتا۔؟''

الجواب۔(۱) سورہ نور میں چار گواہوں کا مطالبہ ہر نتھو پتھو کیلئے مقرر نہیں فرمایا گیا بلکہ یہ اِنتہائی کڑی شرط اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیﷺ کی انتہائی پاک دامن زوجہ محترمہ کیلئے مقرر فرمائی تھی۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ حکم وعدل بن کر آئے تھے۔آپ علیہ السلام آپکے خودساختہ مصلح موعود سے بہت زیادہ قرآن کریم اور سورہ نور کو جانتے تھے۔اس ضمن میں آپؑ کا فتویٰ ہی قابل تقلید ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

''یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا''۔(تبلیغ رسالت، جلد نمبر ۲، صفحہ ۲)

(۳) اگر کوئی درندہ صفت جنسی بھیڑیا کسی گھر میں گھس کر کسی لڑکی کو اکیلا پا کر اُسکی عزت کو برباد کر دے تو وہ مظلوم لڑکی اپنے سے ہونے والی زیادتی اور ظلم کے خلاف چار گواہ کہاں سے لائے۔؟ کیا آپ ایسی مظلوم لڑکی کو جھوٹا قرار دیں گے اور اُس ظالم اور جنسی بھیڑیے کو اس بنا پر کہ مظلوم لڑکی کے پاس اُسکے خلاف چار گواہ نہیں تھے سچا قرار دیں گے۔؟ کیا یہ دین اسلام سے تمسخر نہیں ہے۔؟ کیا اس قسم کے شیطان چار گواہوں کی موجودگی میں معصوم لڑکیوں کی عزتیں لوٹا کرتے ہیں۔؟

(۴) واضح رہے کہ مجرم جرم کر کے کبھی اپنا جرم تسلیم نہیں کیا کرتا اور نہ ہی اپنے جرم کا گواہ بنایا کرتا ہے۔یہ سارے فیصلے اب میدان حشر میں ہونگے۔وہاں آپکے خودساختہ مصلح موعود اور یہ الزام کنندگان سب اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہونگے۔آپ بھی ہونگے جو اتنی ڈھٹائی سے جھوٹ کا دفاع کر رہے ہو اور پھر اللہ تعالیٰ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیگا۔

(۱۵)صفحہ نمبر ۱۸ پر آپ لکھتے ہیں۔''آپکی خاطر ایک آسمانی طریقہ ہدایت۔۔۔جناب جنبہ صاحب! میں دلی ہمدردی کیساتھ آپ کو ایک آسمانی نسخہ ہدایت جو حضرت مسیح موعود

علیہ السلام نے تمام مسلمانوں کوخصوصاً بتایا۔آپ نے فرمایا کہ میرے سچا یا جھوٹا ہونے کے بارے میں آپ لوگ میرے خدا سے پوچھیں جس نے مجھے بھیجا ہے۔اُس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ لوگ چالیس روز تک نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد سونے سے پہلے دو رکعت نفل ادا کریں اور اُس میں دعا کریں کہ اے خدایا یہ شخص میرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو اس زمانہ کا امام مہدی مسیح موعود ہونے کا دعویدار ہے۔خدایا اگر یہ سچا ہے اور تیری طرف سے ہے تو اے خدایا مجھے اس کو ماننے کی توفیق بخش۔اور اگر یہ شخص اپنے دعویٰ میں جھوٹا کاذب اور مفتری ہے تو اے خدایا مجھے اسکے شر سے محفوظ رکھ۔اور مجھے اس بارے میں مطلع فرما۔(یہ مفہوم میں نے لکھا ہے حضور کے ہو بہو الفاظ نہیں لیکن مفہوم یہی ہے) تو اس سلسلہ میں آنجناب کو بھی بغائیت ادب سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے راستہ پر چل کر چالیس روز تک اسی مسنون طریقہ پر چل کر عمل کریں۔ کہ اے خدایا۔یہ شخص میرزا بشیر الدین محمود احمد اپنے آپ کو وہی مصلح موعود کے طور پر اُس پیشگوئی کا دعویٰ کرتا ہے جو پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود کو ایک زکی غلام اور پاک وجیہہ لڑکے کے بارے میں ہے اور اس بارے میں وہ ۱۹۴۴ء میں اسی مقام پر قسم موکدہ بھی عوام الناس کے ایک جم غفیر میں کھا چکا ہے۔اگر واقعی یہ تیرا وہی موعود بندہ ہے تو مجھے اُس پر ایمان لانے کی توفیق بخش۔اور میرے دل میں جو شیطان نے انکے خلاف اور اسی طرح فرزندان مسیح موعود کے خلاف جو بغض پایا جاتا ہے۔اس کو محبت میں بدل ڈال۔''

عجیب بیوقوف انسان

الجواب۔حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام ایک مدعی تھے۔اُنہوں نے لوگوں کو سچائی پانے کیلئے اور سچے کو پہچاننے کیلئے یہ آسمانی طریقہ ہدایت بتایا تھا۔آج خاکسار مدعی موعود زکی غلام مسیح الزماں یا موعود مصلح ہے۔افراد جماعت کو چاہیے کہ جو طریقہ آسمانی ہدایت کا حضورؑ نے بتایا ہے اس پر آپ سب عمل کر کے سچے مدعی کو پہچان لیں۔خلیفہ ثانی صاحب آئے اور دعویٰ مصلح موعود کر کے چلے گئے ہیں۔اُنکا دعویٰ مصلح موعود جماعت احمدیہ نے قبول کرلیا یا جبراً افراد جماعت سے منوالیا گیا۔حیات مسیح کے عقیدہ کے سلسلہ میں حضرت بانئے جماعت کی طرح خاکسار تو پیدائشی طور پر خلیفہ ثانی کو مانتا تھا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی طرح خاکسار کو تو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور جھوٹا تھا اور آپ ہرگز موعود زکی غلام نہیں تھے۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ موعود زکی غلام تو ہے۔اب خاکسار بطور مدعی زکی غلام مسیح الزماں جماعت احمدیہ میں موجود ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ آسمانی طریقہ ہدایت پر آپ سب کو عمل کرنا چاہیے اور آپ اُلٹا مدعی کو یہ نصیحت کر رہے ہیں۔مدعی تو اپنے آپ کو سچا سمجھ کر دعویٰ کرتا ہے۔ کسی مدعی کی صداقت کو جاننے کیلئے اُمت یا جماعت کے لوگ حضور علیہ السلام کے بیان فرمودہ ''آسمانی طریقہ ہدایت'' پر عمل کیا کرتے ہیں۔کیا آپ کی عقل و دانش کا یہی معیار ہے۔؟ اگر آپ کو میرے دعویٰ (موعود زکی غلام/مصلح موعود) میں کوئی شک ہے تو آپ حضورؑ کے بیان فرمودہ ''آسمانی طریقہ ہدایت'' پر عمل کر کے سچائی کی تلاش کریں۔

(۱۶) صفحہ نمبر ۱۹ پر آپ لکھتے ہیں ''خلافت کا جھنڈا ہی اسلام کی ترقی کا ذریعہ ہے۔''

الجواب۔یہ بات سچ ہے کہ خلافت راشدہ اُمت کیلئے رحمت ہوا کرتی ہے اور یہی اسلام کی ترقی کا ذریعہ بھی ہے۔لیکن سوال ہے کہ خلافت کا نام استعمال کر کے کیا کوئی ملوکیت یا مذہبی آمریت خلافت راشدہ بن جاتی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔یہ بھی واضح رہے کہ اسلام کو جتنا نقصان اِن نام نہاد خلیفوں نے پہنچایا ہے اتنا اسلام کے مخالفوں نے بھی نہیں پہنچایا۔ جب ہم آنحضرت ﷺ اور آپکے اصحاب کو دیکھتے ہیں تو پتہ ملتا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت راشدہ تیس (۳۰) سال سے زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہ سکتی۔اور پھر اُمتی اور غلام نبی کے تربیت یافتہ اصحاب کیلئے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ بغیر گمراہی کے صدیوں تک صراط مستقیم پر چلتے رہیں۔ہاں یہ ممکن ہے کہ خلافت اور قدرت ثانیہ کے نام پر ملوکیتوں اور مذہبی آمریتوں کو صدیوں تک جاری رکھا جا سکے جیسا کہ اموی، عباسی اور عثمانی خلافتوں کے سلسلہ میں عملاً ہو چکا ہے اور اب یہی کام بخوبی احمدی خلفاء کر رہے ہیں۔فتدبر

(۱۷) صفحہ نمبر ۲۰ پر آپ لکھتے ہیں ''حالانکہ ہر احمدی جس نے دل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لایا ہے اور اُسکے خلفاء پر جو قدرت ثانیہ کے مظہر تھے۔اُن پر ایمان لایا ہے۔تو وہ سچا غلام مسیح الزماں نہیں تو اور کون ہے۔؟''

الجواب۔اگر ہر احمدی غلام مسیح الزماں ہے تو پھر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیا گیا موعود زکی غلام کیا ہے۔؟ اور کیا ایک احمدی اور اُس موعود زکی غلام مسیح الزماں میں کوئی فرق نہیں ہے۔؟ غلام مسیح الزماں ایک اِلہامی اصطلاح ہے اور ایک عام احمدی ہرگز اس اِلہامی اصطلاح کا مصداق نہیں ہو سکتا۔جس انسان کو اتنا پتہ نہیں کہ ایک عام احمدی اور حضرت بانئے جماعت کو بشارت دیئے گئے زکی غلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔خاکسار ایسے بیوقوف سے کیا بحث کرے۔ایسے لوگوں کا مقصد سچائی کو پانا نہیں بلکہ سچائی پر پردہ ڈالنا ہوتا ہے۔موجودہ احمدیہ سلسلہ میں جو خلفاء کہلاتے ہیں۔قرآن کریم اور رسول ﷺ اور مہدی و مسیح موعودؑ کی تعلیم کی روشنی میں ان پر خلیفہ کا لفظ بھی منطبق نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی اِنہیں قدرت ثانیہ کے مظاہر قرار دے۔جہاں تک حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ کا تعلق ہے تو وہ اپنے آپ کو ایک اِنتخابی خلیفہ تو ضرور سمجھتے تھے لیکن

جس قدرتِ ثانیہ کی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کو بشارت عطا فرمائی تھی وہ اپنے آپ کو اِس کا مصداق نہیں سمجھتے تھے۔آپؓ کے دورِ خلافت میں آپ کی طرح دیگر تمام اصحاب احمدؑ بھی اِس انتخابی خلافت کو قدرتِ ثانیہ نہیں سمجھتے تھے اور پوری جماعت بشمول خلیفۃ المسیح اولؓ موعود قدرتِ ثانیہ کے نزول کیلئے بڑے درد اور اِلحاح کیساتھ مسلسل دعائیں کرتے رہے جیسا کہ تاریخ احمدیت کے درجِ ذیل اِقتباس سے ظاہر ہو رہا ہے۔

''قدرتِ ثانیہ کیلئے اجتماعی دعا:۔حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اولؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرتِ ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اِجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔چنانچہ حضرت خلیفہ اولؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اِجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔چنانچہ اُنہوں نے اِسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اِجتماعی دعا کراتے رہے۔''(تاریخ احمدیت جلد۳ صفحہ۲۱۲)

اَمر واقع یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موعود ذکی غلام کو ہی قدرتِ ثانیہ کا مصداق سمجھتے تھے جس نے بعد ازاں روح القدس پا کر کھڑا ہونا تھا۔احمدی موعود قدرتِ ثانیہ کے اِس پہلے مظہر کو حضورؑ نے ''مصلح موعود'' کا نام دیا تھا اور خلیفہ اولؓ بھی اُسے مجدد سمجھتے تھے۔ اگر ''اِنتخابی خلافت'' حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی نظر میں قدرتِ ثانیہ ہوتی تو آپؓ ضرور حضرت میر ناصر نواب سے یہ ارشاد فرماتے کہ ''قدرتِ ثانیہ'' تو مجسم رنگ میں خلیفۃ المسیح اوّل کی رُوپ میں آپکے سامنے موجود ہے اور اب آپ کس قدرتِ ثانیہ کیلئے دعائیں کرنا اور کروانا چاہتے ہیں۔؟ لیکن آپؓ نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ آپؓ بذاتِ خود بھی جماعت کے ساتھ مل کر ''قدرتِ ثانیہ'' کے نزول کیلئے دعائیں کرتے رہے۔اب سوال ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی وفات کے بعد کیا خلافت کے بھیس میں یہ ملوکیت قدرت ثانیہ کی مظہر بھی بن بیٹھی۔؟؟؟

(۱۸)صفحہ نمبر۲۲ پر آپ لکھتے ہیں۔''اور اپنے برگشتہ ساتھیوں مثلاً ڈاکٹر عبدالغنی صاحب آف لندن جیسے شریف اور بھولے بھالے لوگوں کو بھی ہدایت کریں کہ فوری طور پر توبہ کر لیں کیونکہ قبریں آواز دے رہی ہیں۔پتہ نہیں کب بلاوا آ جائے۔ویسے ڈاکٹر صاحب بھی آپ کے جھانسے میں آ گئے ہیں۔ورنہ یہ تو یوم مصلح موعودؓ کے جلسوں میں شرکت کرتے رہے ہیں۔اب پتہ نہیں ان کو آخری عمر میں کیا ہو گیا ہے۔''

الجواب۔اللہ تعالیٰ کے ہر مصلح کو اُسکی قوم نے یہی خطاب دیا جو آپ مجھے دے رہے ہیں۔لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ آپ ایک انتہائی متقی اور نیک انسان کے متعلق بدزبانی کرنے سے بھی باز نہ آئے اور یہاں بھی اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کر دیا۔ڈاکٹر صاحب یوم مصلح موعودوں میں اس وقت تک شرکت کرتے رہے جب تک اُن کو حقیقت کا ادراک نہیں تھا۔جب اُنہیں حقیقت کا پتہ لگ گیا تو وہ آپکے جعلی مصلح موعود کے دجالی اور شیطانی یوم مصلح موعودوں سے دور ہو گئے۔اور ایک متقی انسان کی شان بھی یہی ہے کہ جب اُسے کسی برائی کا پتہ چل جائے تو وہ فوراً اس سے دور ہو جاتا ہے۔اے شریر انسان۔وہ لوگ جو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی وفات مسیح ابن مریم کے دلائل سے متاثر ہو کر آپ کیساتھ کھڑے ہو گئے تھے۔کیا وہ نعوذ باللہ حضور علیہ السلام کے جھانسے میں آئے تھے۔؟ کیا آپکے بقول ان سب کو وفات مسیح ابن مریم کے عقیدہ سے توبہ کر لینی چاہیے تھی۔؟ اگر تو اِن سب کو حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ جھٹلاتے ہوئے وفات مسیح ابن مریم کے عقیدہ سے توبہ کر لینی چاہیے تھی تو پھر آپ ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کو بھی ایسی نصیحت کر سکتے ہیں ورنہ اے غافل انسان۔تیری قبر بھی تجھے آوازیں دے رہی ہے۔

(۱۹)صفحہ نمبر۲۳ پر آپ لکھتے ہیں۔''میرا یہ چیلنج ہے کہ یہ نظم صرف اور صرف اسیرانِ ساہیوال کیلئے اور ایک ظالم دشمن احمدیت کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کی پیشگوئی کے سوا کچھ بھی نہیں۔''

الجواب۔اے کاذب۔تو اپنے اس مضمون میں بار بار خلیفہ رابع صاحب کے درج ذیل شعر کو ساہیوال کے اسیروں پر جھوٹے طور پر چسپاں کر کے اس عاجز کی سچائی کو گدلا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

عصر بیمار کا ہے مرض لا دوا کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا　　اے غلام مسیح الزماں ہاتھ اُٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائے گی

واضح ہو کہ جس انسان نے یہ شعر منظوم کیا تھا میں نے اُسکی زندگی میں اُسکے اس شعر کو اپنے اوپر چسپاں کر کے اُسے بتایا تھا۔لیکن خلیفہ صاحب کو سانپ سونگھ گیا۔اُن میں میری تشریح کو جھٹلانے کی جرات نہ ہوئی اور نہ ہی آپکی طرح اُسے یہ جرأت ہوئی کہ وہ اپنے اس شعر کو ساہیوال کے اسیروں پر لگاتا۔اے بیوقوف۔اگر خلیفہ رابع اپنی زندگی میں میری تشریح کے بعد اپنا یہ شعر آپکی طرح ساہیوال کے اسیروں پر لگاتا تو اللہ تعالیٰ اُسکی زندگی میں ہی سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر دیتا۔اُسکی موت کے بعد اب تیرے ایسے خوشامدی اور جاہل لوگوں کو کذب بیانی کا موقع مل گیا ہے۔میں یہاں خلیفہ رابع صاحب کی اُسی نظم کا ایک اور شعر جو کہ ہمارے اس موضوع سے متعلقہ بھی ہے درج کرتا ہوں۔

یہ دعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا ساحروں کے مقابل بنا اژدھا　　آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

رانا صاحب۔خلیفہ رابع صاحب کے اس شعر میں حضورؑ کی پیشگوئی کہ'' اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔'' کے مضمون کی تصدیق موجود ہے۔آپ نے درج بالا پہلے شعر کو تو اسیران ساہیوال پر جھوٹے طور پر فٹ کرنے کی کوشش کی

ہے۔اب آپ اس شعر کو کس پر لگائیں گے۔؟ میں نے خلیفہ رابع صاحب کو اُنکی زندگی میں بتا دیا تھا کہ یہ شعر بھی میرے دعویٰ کی تصدیق کیلئے آپکے منہ سے نکلا ہے۔اسی طرح نظم کے پہلے شعر میں بھی اس عاجز کی ''آہ'' کا ذکر ہے ؎

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو! آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی۔آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رُخ پلٹ جائیگا رُت بدل جائیگی

اے احمق انسان۔اس شعر کے متعلق بھی سوچنا کہ آپ نے کس پر لگانا ہے۔؟ جبکہ خاکسار نے تو ببانگ بلند شاعر (خلیفہ رابع) کے آگے اس شعر کی حقیقت بیان کی تھی لیکن شاعر صاحب کو میرے آگے چپ لگ گئی۔خلیفہ رابع آپ کا خلیفہ مسرور نہیں تھا۔خلیفہ رابع میرے آگے خاموش رہ کر آپ سب کو ایک پیغام دے کر گئے ہیں۔اپنی فکر کرو اور اُس پیغام کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

(۲۰) صفحہ نمبر ۲۴ پر آپ لکھتے ہیں۔''کلیدِ فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا''

الجواب۔۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جس زکی غلام کی بشارت بخشی تھی اُسے اللہ تعالیٰ نے اپنے اِلہامی کلام میں ''فتح اور ظفر کی کلید'' قرار دیا تھا۔اسی زکی غلام کو حضور علیہ السلام نے مصلح موعود کا نام دیا ہے۔اب اگر یہ موعود فتح اور ظفر کی کلید حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہو کر اور جماعت احمدیہ میں بطور فتح اور ظفر کی کلید اور خلیفہ ثانی بن کر ۵۲ سال تک جماعتی خدمات سرانجام دے کر چلے گئے ہیں تو پھر آج اُسی کے بیٹے اور خلیفہ رابع کو از سر نو افراد جماعت کو اُسی موعود فتح اور ظفر کی کلید کی بشارت دینے کی کیوں سوجھی۔؟ ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(۲۱) صفحہ نمبر ۲۵ پر آپ لکھتے ہیں۔''تو جنبہ صاحب کے نزدیک اُن پر جو حملہ مسجد مبارک میں ہوا۔اور چاقو کا وار شاہ رگ تک پہنچ گیا۔تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نعوذ باللہ حضور نے غلط قسم کھائی تھی وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔تو عرض ہے کہ آپ نے لوگوں کو محض دھوکہ دینے کی خاطر یہ کہانی گھڑی اور قرآن پاک کی متذکرہ بالا آیت کی غلط تفسیر کی ہے۔اول تو قرآنی الفاظ ہیں کہ ''شاہ رگ کاٹ دوں گا۔مگر یہاں شاہ رگ کٹی نہیں۔''

جھوٹے ملہم کیلئے قرآن مجید میں وعید

الجواب۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔

''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ٥ لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ٥ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ٥'' (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)

اِن آیاتِ اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴۔روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

اب واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَذیتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اِس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مفرّ نہیں۔اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات (جن کا ذکر شروع میں ہو چکا ہے) سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اُٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ دعویٰ قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی مفتری علی اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں۔؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع وتین کا یہ قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں پورا ہوا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کسی احمدی کیلئے اِنکار کرنا ممکن نہیں۔

چاقو کا وار شاہ رگ تک پہنچا تھا یا کہ قطع وتین ہوگئی تھی۔؟ چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے وقت کیساتھ یہ زخم جلد مندمل ہوتا گیا۔زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔حملہ کے ایک سال بعد اُنہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا اِنتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب

کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking."(Ahmadiyyat,*the renaissance of Islam*-page No 332 / Tabshir Publications/1978)

’’تینوں بڑے شہروں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے ماہر سرجنوں کی ایکس ریز کے ذریعے اُن کا معائنہ کرنے کے بعد متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی ہے۔ ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے‘‘۔ لہٰذا اُنہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔ بعدازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔ فالج بھی ہوگیا۔ شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸۔ نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہوگئے۔ رانا صاحب۔ یہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے صحابی اور جماعت احمدیہ کی ایک مشہور شخصیت اور خلیفہ ثانی کے مخلص مرید کے الفاظ ہیں۔ کیا اِنکے الفاظ کے مطابق یورپ کے ماہر سرجنوں کی ایکس رپورٹ کی روشنی میں خلیفہ ثانی صاحب کی شہ رگ قطع ہوئی یا کہ نہیں۔؟ آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک اور اِرشاد یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اِس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اِسی دنیا میں اِس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔‘‘ (اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی اِلہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پاسکتا۔ اِسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اِسے سزا بھی دیتا ہے۔ رانا صاحب۔ اگر آپکا یہ اعتراض ہے کہ خلیفہ ثانی اِس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے۔

(اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اِس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔ وہ اِس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اِس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تاکہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بناسکیں۔

(ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر موقع پر ہلاک ہوجاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کردی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھادیا۔ فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ۔ اے سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگو! عبرت حاصل کرو۔

جناب رانا صاحب!۔۔۔ آپ سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اُنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور کیوں جھوٹے ملہم کے متعلق قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلّی کیساتھ اُس کی ذات میں پورا ہوا۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟

خلیفہ ثانی صاحب کا انجام۔ اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُسکی شہ رگ قطع ہوگئی۔ بعدازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہوکر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر اِیڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(ا) ’’مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔‘‘ (الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۵۵)

(II)''۲۶۔فروری کومغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوااور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہوگیا۔دماغ کا عمل معطل ہوگیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔''(الفضل ۲۶۔اپریل ۱۹۵۵)

(III) میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔''(۲۶۔اپریل ۱۹۵۵ء)

اب خلاصۃً عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نرینہ اولاد کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ویسے ہی باہر کر دیا تھا اور سنت اللہ کے مطابق حضورؑ کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہوسکتا۔ (۱) خلیفہ ثانی صاحب نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۲) ۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۳) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۴) قطع وتین یعنی شہ رگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۵) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اَپاہج ہو کر لیٹے رہے۔کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۶) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔اِس طرح مرزا محمود احمد کے بدانجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ (۷) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کے بارے میں ایک اور اہم ثبوت کے ضمن میں عرض ہے کہ خلیفہ صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک اِلہام ہوا تھا۔آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا؛۔مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتٌ حَسَنٌ فِیْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔فالحمدللہ علیٰ ذالک۔(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

رانا صاحب۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے اِلہام کے مطابق کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جو ہر بات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بدانجام سے دوچار کر کے کیا اُنکے اِلہاموں کی حقیقت واضح نہیں کر دی؟ اور اس طرح جب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنے انجام کے متعلق اِلہام نفسانی ثابت ہو گیا تو پھر آپکی خواب اور اس میں جو آپ کو اِلہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے۔؟؟؟ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

(۲۲) صفحہ نمبر ۲۶ پر آپ لکھتے ہیں۔''تو میری آپ سے گذارش ہے کہ آپ بھی حضرت مصلح موعود کی پیشگوئی کی محکمات پر غور کریں اور بلاوجہ خدا تعالیٰ کو ناراض نہ کریں۔''

الجواب۔واضح رہے کہ خاکسار پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں آپ سب کو محکمات ہی کی طرف بلا رہا ہے۔اور آپ سب اس پیشگوئی کے متشابہات میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک بار پھر میں آپ کی توجہ متشابہات اور محکمات کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔

پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں متشابہات

(۱) ملہم کا زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کا لکھنا ملہم کا زکی غلام کے متعلق اِجتہاد تھا اور یہ اجتہاد درست بھی ہوسکتا تھا اور خطا بھی ہوسکتا تھا۔لہٰذا حضور علیہ السلام کا زکی غلام کے متعلق بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا ایک متشابہ بات تھی۔لیکن خلیفہ ثانی صاحب اور اُنکے پیچھے لگ کر افراد جماعت بھی اِسے ایک محکم بات سمجھ بیٹھے۔

(۲) حضور علیہ السلام اپنے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں ارشاد فرماتے ہیں۔''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا''۔(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۳)

حضور علیہ السلام کے الفاظ بموجب وعدۂ اِلٰہی بھی متشابہ تھے یعنی اِن سے دو معنی نکل سکتے ہیں۔امر واقع یہ ہے کہ اِن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اپنے برگزیدہ بندے کو وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام بخشنے کا وعدہ مراد تھا۔لیکن اِن الفاظ سے غلطی سے کوئی انسان دوسرے معنی یعنی نو (۹) سالہ مدت بھی مراد لے سکتا تھا۔اور غلطی سے خلیفہ ثانی نے اور آپکے کہنے پر ساری جماعت نے اِن الفاظ (بموجب وعدۂ اِلٰہی) سے نو (۹) سالہ معیاد مراد لے لی۔لہٰذا حضور علیہ السلام کے الفاظ بموجب وعدۂ اِلٰہی متشابہ تھے۔

پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں محکمات

زکی غلام کے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک تمام مبشر اِلہامات محکمات میں شامل ہیں۔یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوا تھا

اور حضورؑ نے من وعن اِس کلام کو اپنی زندگی میں شائع فرما دیا تھا۔حضورؑ کا یہ قطعی اور محکم اِلہامی کلام اس حقیقت کی نشاندہی کر رہا ہے کہ حضورؑ کا کوئی بھی صلبی لڑکا زکی غلام (مصلح موعود) نہیں ہوگا۔

اب چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کے متشابہ کلام کی بجائے محکم مبشر اِلہامات کی طرف توجہ دی جاتی لیکن مقامِ افسوس ہے کہ حضور علیہ السلام کی اولاد نے محکمات کی بجائے متشابہات پر پنجہ مارا۔خلیفہ ثانی صاحب نے اِنہی متشابہ باتوں پر بھروسہ کرتے ہوئے دعویٰ مصلح موعود کر دیا جو کہ قطعی طور پر غلط تھا اور اس طرح نہ صرف خود گمراہ ہوئے بلکہ اپنے پیچھے ساری جماعت کو بھی گمراہی میں ڈال دیا۔اب جو ہونا تھا سو ہو گیا۔اب بھی آپ لوگوں کو چاہیے کہ متشابہات کو چھوڑ کر محکمات کی طرف آجاؤ اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لو۔

(۲۳) صفحہ نمبر ۲۷ پر آپ لکھتے ہیں۔'' ویسے تو آپکی تشریح کی زد میں نہ تو حضرت عمر فاروقؓ نہ ہی حضرت عثمانؓ اور نہ ہی حضرت علیؓ خلفائے راشدین بچ سکتے ہیں کہ یہ تینوں خلفاء بھی شہید ہوئے ہیں۔اور نہ ہی حضرت حسینؓ جن کی گردن مبارک کاٹ دی گئی تھی بچ سکتے ہیں۔حالانکہ شاہ رگ کٹنے سے مراد کسی مفتری اور جھوٹے کے سلسلہ کا کٹ جانا مراد ہے۔''

الجواب۔اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں کو منکرین اور مخالفین کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف پہنچتی رہی ہیں۔بعض صادقوں کو مخالفین نے شہید بھی کیا ہے(البقرہ۔۱۵۵)۔اللہ کی راہ میں شہید ہونا ایک انعام ہے(النساء۔۷۰) لیکن برخلاف اِسکے قطع وتین (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) کسی جھوٹے ملہم اور مفتری علیٰ اللہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ایک سزا ہے۔رانا صاحب۔واضح رہے کہ تینوں خلفائے راشدین ظالموں کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے نہ کہ نعوذ باللہ انکی شہ رگوں پر حملے ہوئے تھے۔لیکن اے کاذب۔آپ نے میرا حوالہ دے کر کذب بیانی کرتے ہوئے خلفائے راشدین پر بھی حملہ کر دیا ہے۔اسی طرح یہ بھی واضح ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ بندے کی گردن کا کٹ جانا اور بات ہے لیکن کسی جھوٹے ملہم کی شہ رگ پر حملہ ہونا اور اُس کا کٹ جانا اور بات ہے۔

(۲۴) صفحہ نمبر ۲۷ پر ہی آپ لکھتے ہیں۔''اس سلسلہ کی پختہ بنیادیں بلاشبہ حضرت مصلح موعودؓ کے پاک ہاتھوں سے ڈالی گئیں۔انہی بنیادوں پر باقی خلفاء چل کر منزل درمنزل طے کر رہے ہیں۔تو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مصلح موعود کی شاہ رگ کاٹ دی گئی۔''

الجواب۔آپکے نام نہاد مصلح موعود نے احمدیوں پر ایک جبری اور غیر اسلامی نظام لاگو کر کے نہ صرف اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کو منوایا بلکہ اِنہیں غلام (اَسیر) بھی بنایا ہے۔اور پھر آگے اُسکی اولاد اب تک اِنہی بنیادوں پر اس شیطانی کاروائی کا پھل کھا رہی ہے۔باقی رہا خلیفہ ثانی کی شہ رگ کے کٹنے کا معاملہ تو یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اگر آپ اس کا انکار بھی کرنا چاہیں تب بھی نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ (فَمَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ عَنۡهُ حٰجِزِيۡنَ) اگر تم جھوٹے ملہم اور مفتری علیٰ اللہ کو کوشش کر کے میری سزا سے بچانا بھی چاہو تب بھی تم اُسے بچا نہیں سکتے۔۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء کو مسجد مبارک میں اللہ تعالیٰ نے بوقت عصر خلیفہ صاحب کی اپنے مریدوں اور محافظوں (body guards) کی موجودگی میں قطع وتین (شہ رگ کا قطع کرنا) کر دی۔مریدوں اور محافظوں میں سے کوئی بھی اُسے اس اِلٰہی سزا سے بچا نہ سکا۔اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کی قطع وتین بھی کر دی اور اُسے موقع پر ہلاک ہونے سے بھی بچایا۔اور اگر خلیفہ صاحب اس حملہ میں موقع پر ہلاک ہو جاتے تو آپ ایسے جھوٹے لوگوں نے قطع وتین کی سزا کو کہاں ماننا تھا۔؟ آپ لوگوں نے کہنا تھا کہ خلیفہ صاحب کی گردن پر زخم آنے سے وہ شہید ہو گئے ہیں اور اس طرح قطع وتین کی اِلٰہی سزا کا معاملہ مشتبہ ہو جاتا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے موقع پر ہلاک ہونے سے نہ صرف بچایا بلکہ ازاں بعد مفلوج بھی کر دیا۔اور پھر اللہ تعالیٰ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے کیلئے اُسے یورپ لایا جہاں یورپ کے تین شہروں (زیورچ،ہمبرگ اور لندن) کے نامی ڈاکٹروں سے اُس کا ایکس ریز کیساتھ مفصل معائنہ کروایا تاکہ حقیقت کسی طرح بھی پوشیدہ نہ رہ سکے۔تینوں ڈاکٹروں کی متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ کو قطع کیے بغیر اندر کیسے دھنس سکتی ہے۔؟ ڈاکٹروں کا یہ بھی متفقہ فیصلہ تھا کہ اگر چاقو کے بلیڈ کی نوک نکالی گئی تو مریض کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔رانا صاحب۔اب بتائیں کہ خلیفہ ثانی کی شہ رگ قطع ہوئی تھی یا کہ نہیں۔؟؟؟ فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ۔

(۲۵) صفحہ نمبر ۲۸ پر آپ لکھتے ہیں۔'' آپ نے میرے ایک اہم سوال کا جواب اپنی جان چھڑانے کیلئے ایک لمبی چوڑی بے معنی سی تمثیل یعنی فرضی کہانی کا سہارا لے کر اپنے خیال میں بہت بڑا تیر مارا ہے۔''

الجواب۔آپ ایسے احمقوں اور لکیر کے فقیروں کو سمجھانے کیلئے اس سے بڑھ کر معقول اور اعلیٰ مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔؟ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کی وجہ سے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ضمنی حصہ یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ پیشگوئی کے مصداق ضرور تھے۔اور جن کارناموں کی آپ بات کر رہے ہیں اور یا جن کارناموں کی بنا پر اُنہوں نے مصلح موعود بننے کی کوشش کی ہے۔یہ کارنامے اُنہیں مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کی وجہ سے سرانجام دینے کی توفیق ملی تھی نہ کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود ہونے کی وجہ سے۔مذکورہ تمثیل کیساتھ تھوڑا بہت اور واجبی سا علم رکھنے والے لوگوں کو سمجھایا گیا ہے کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ کسی پیشگوئی کے دائرہ

بشارت سے نکال دے۔وہ جتنے مرضی کارنامے سرانجام دیتا پھرے اِن کارناموں کی بنیاد پر وہ ہرگز اُس پیشگوئی کا مصداق نہیں بن سکتا۔میری اس تمثیل کی وجہ سے لوگ نہ صرف خلیفہ ثانی کے کارناموں کی حقیقت سے آگاہ ہوتے رہیں گے بلکہ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اُنکے جھوٹ کا پول بھی کھلتا رہے گا۔اِنشاءاللہ تعالیٰ

(۲۶)صفحہ نمبر ۲۹ پر آپ لکھتے ہیں۔’’پھر آپ حضور کی اقتداء میں ہاتھ اُٹھا کر’’میری پکار‘‘والی دعا کرتے ہیں۔آپ پھر اپنی پکار کو پڑھیں اس پکار میں کہاں آپ کو مصلح موعود بنانے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔(کیونکہ بقول آپکے یہ اِلہامی کلام ہے۔نعوذ باللہ)ایک تو آپ ذرّہ ذرّہ سی بات کو اپنے آپ کو مصلح موعود کا مصداق ٹھہرانے کیلئے اپنی ناقابل فہم تاویلیں یادلیلیں دیتے ہیں کہ انسان کا دماغ چکرا جاتا ہے۔آخر آپ اپنی خواب اور میری پکار میں کہیں تو اشارہ وضاحت سے دکھا دیں کہ دیکھو جناب یہ صاف نہیں لکھا کہ غفار جنبہ تم ہی مصلح موعود ہو۔اور کوئی نہیں وغیرہ۔‘‘

الجواب۔آپکے اس سوال کا مکمل جواب پہلے دیا جا چکا ہے لہٰذا اِسکے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔یہاں صرف اتنا کہتا ہوں کہ اولاً۔اللہ تعالیٰ نے آپ ایسے ظاہر پرست لوگوں کو ہر دور میں حقیقت کو سمجھنے سے محروم رکھا ہے۔ثانیاً۔خلیفہ ثانی نے شیطان کی آنت کی طرح جس طویل خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کیا تھا کیا آپ اس خواب میں کہیں دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ ثانی صاحب کو کہا ہو کہ’’اے مرزا بشیر الدین محمود احمد تو ہی مصلح موعود ہے۔‘‘اگر نہیں تو پھر آپ وہ اعتراض کیوں کرتے ہیں جس کی زد میں آپ کا نام نہاد مصلح موعود بھی آتا ہے۔

(۲۷)صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔’’اس پیشگوئی کو پڑھیں۔۔’’تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ایک زکی غلام(لڑکا)تجھے ملے گا۔وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔‘‘اب بتائیں پیشگوئی میں تین بار لڑکا لڑکا لڑکا کے الفاظ ہیں۔بریکٹ والے لڑکے ہی کی تشریح میں دوبارہ اُسی لڑکے یعنی زکی غلام کے بارے میں فرمایا۔کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ذریت ونسل ہوگا۔ابتدائی الفاظ ہی وجیہہ اور پاک لڑکا سے شروع کیے گئے ہیں۔اب بتائیں کہ آپ کا چیلنج کہاں گیا۔کیا اِسی مفروضہ پر آپ کو ناز تھا اور اسی بات پر آپ نے ریت کی دیوار بنائی تھی تو وہ اب گر چکی ہے۔‘‘

الجواب۔خاکسار نے آپکی اِن باتوں کا مضمون کے شروع میں اور حضور علیہ السلام کے الفاظ کیساتھ مکمل جواب دے دیا ہے۔حضورؑ نے بار بار بڑی تحدی کیساتھ وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام کو دو(۲)لڑکے قرار دیا ہے۔یہ الگ بات ہے کہ حضور علیہ السلام کے مزعومہ لڑکا یعنی زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر کلام میں بعدازاں یہ فیصلہ دیدیا کہ وہ حضورؑ کا روحانی لڑکا ہوگا۔باقی میرا کام آپ ایسے ڈھیٹ کو منوانا نہیں بلکہ وَمَاعَلَیْنَآاِلَّاالْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ(یٰسین۔۱۸)اور ہمارا کام صرف یہ ہے کہ ہم کھلی کھلی تبلیغ کریں۔

(۲۸)صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔’’مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آپ اپنے آپ کو زکی غلام۔زکی غلام۔زکی غلام کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے گویا زکی غلام نہ ہوا کوئی نبی ہوا۔جس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو جاتا ہے۔کیا آپ کو اگر کوئی زکی غلام نہیں مانتا تو کیا وہ کافر ہو جائیگا۔‘‘

الجواب۔زکی غلام نہ صرف مسیح موعود کی پیشگوئی میں شامل ہے بلکہ یہ وہی وجود ہے جس نے آنحضرتﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مہدی معہود کے بعد اُمت محمدیہ میں نزول فرمانا ہے۔اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو بعض نبیوں کے نام بھی دیئے ہیں مثلاً۔یوسف،یحیٰؑ اور مسیح ابن مریم وغیرہ۔جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ نبیوں پر پہلے ظاہر ہوا تھا اسی طرح وہ اس عاجز پر بھی ظاہر ہوا ہے۔اگر پہلے بزرگوں کا انکار کفر تھا تو پھر فخر الرسل کا انکار کفر کیوں نہیں ہوگا۔؟

(۲۹)صفحہ نمبر ۳۱ پر آپ لکھتے ہیں۔’’ایک آپ ہیں کہ زکی غلام اپنے آپ کو منوانے کیلئے خدا تعالیٰ کے ایک معصوم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر محمود کے خلاف بھی ایسی ایسی خلاف اخلاق زبان استعمال کرتے ہیں کہ جن کو پڑھ کر ہمارے جگر پاش پاش ہو جاتے ہیں۔کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار نہیں پڑھے۔’’یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے‘‘حضور تو اپنی اولاد کو بنائے اسلام اور بنائے توحید قرار دے رہے ہیں اور آپ اُن کے پیچھے ہاتھ دھو کر لگ گئے ہیں۔‘‘

الجواب۔ایک صدی قبل اگر آپ کی طرح کوئی احمق یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو نہ صرف بغیر باپ کے پیدا کیا تھا بلکہ اُسے کلمۃ اللہ بھی فرمایا۔وغیرہ۔مرزا صاحب اُسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں تو کیا ایسے احمق کا یہ اعتراض معقول ہو سکتا تھا۔؟ہرگز نہیں۔حضرت مرزا صاحب علیہ السلام تو صرف اُس جھوٹے عقیدہ کے پیچھے پڑے تھے جو اُنہیں نعوذ باللہ ابن اللہ بنا کر اُسکی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ایسی ہی اس عاجز نے بھی خلیفہ ثانی پر کوئی الزام نہیں لگایا۔الزام اُسکی اولاد اور اُسکے رشتہ داروں اور اُسکے خاص الخاص مریدوں نے لگائے تھے۔خاکسار نے تو خلیفہ صاحب کے مریدوں کے چند حوالوں کا ذکر کیا ہے۔باقی خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔وہ وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ اِلہامی پیشگوئی کے ضمنی حصہ کے مصداق ضرور تھے لیکن اُنہوں نے ظلم سے کام لیتے ہوئے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا جو کہ قطعی طور پر غلط تھا۔

(۳۰)رانا صاحب۔اپنے خط کے صفحہ نمبر ۳۵ پر آپ نے بعنوان’’عبدالغفار جنبہ صاحب لوگوں کو کس طرح چکر دیتے ہیں‘‘میری چند تحریروں کا حوالہ دے کر خوب

شور مچایا ہے کہ خاکسار نعوذ باللہ عوام الناس کو چکر دینے کی کوشش کرتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

’’گو میں پہلے اس نقطہ کی کسی قدر وضاحت کر چکا ہوں۔ تاہم چونکہ جنبہ صاحب کے نزدیک یہی ایک بنیادی نقطہ ہے۔ جس کے سہارے پر اُنہوں نے اپنے آپ کو زکی غلام۔ مصلح موعود وغیرہ کا دعویٰ بعدالت خداوند کریم دائر کر دیا ہے اور عوام الناس کو عجیب وغریب چکر میں پھنسانے کی ناکام کوشش کی ہے۔‘‘

الجواب۔ واضح رہے کہ ایک صدی قبل تک مسلمانوں کا اجتماعی اور متفقہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح ابن مریم کو صلیب سے بچا کر آسمان پر اُٹھا لیا تھا۔ اب آنحضرت ﷺ کی نزول مسیح ابن مریم کی پیشگوئی کے مطابق اُس نے زندہ بجسم عنصری آسمان سے نازل ہو کر اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا بھی دیگر مسلمانوں کی طرح یہی پیدائشی عقیدہ تھا اور آپ نے اس عقیدہ کا اظہار اپنی پہلی تصنیف ’’براہین احمدیہ‘‘ میں فرمایا ہے ۱۸۹۱ء میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بذریعہ اِلہام بتادیا کہ حضرت مسیح ابن مریم ناصری علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ آپ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

’’اے میرے دوستو! اب میری ایک آخری وصیت کو سنو اور ایک راز کی بات کہتا ہوں اس کو خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ان تمام مناظرات کا جو عیسائیوں سے تمہیں پیش آتے ہیں پہلو بدل لو اور عیسائیوں پر یہ ثابت کر دو کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہمیشہ کیلئے فوت ہو چکا ہے۔ یہی ایک بحث ہے جس میں فتحیاب ہونے سے تم عیسائی مذہب کی روئے زمین سے صف لپیٹ دو گے۔۔۔۔ اُنکے مذہب کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اس ستون کو ریزہ ریزہ کرے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلاوے۔ اس لیے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص اِلہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا اِلہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔ وَكَانَ وَعْدُاللّٰهِ مَفْعُوْلاً ۔ اَنْتَ مَعِیْ وَ اَنْتَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ اَنْتَ مُصِیْبٌ وَّ مُعِیْنٌ لِّلْحَقِ۔‘‘ (ازالہٗ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

جناب رانا صاحب۔ میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں ایک خبیث سعداللہ لدھیانوی ہوتا تھا۔ اگر وہ آپکی طرح حضورؑ پر یہ الزام لگاتا کہ مرزا غلام احمد نزول مسیح ابن مریم کے متعلق آنحضرت ﷺ کی مشہور پیشگوئی کے عجیب عجیب معنی کر کے نعوذ باللہ لوگوں کو گمراہ اور اُنہیں چکر میں پھنسانے کی ناکام کوشش کرتا ہے تو رانا صاحب۔ مجھے بتایئے کہ اِس خبیث کا حضرت بانئے جماعت پر یہ اعتراض کیا معقول (valid) ہوتا۔؟ کیا ایسے اعتراض میں کوئی بھی صداقت ہوتی۔؟ آپ ضرور کہیں گے کہ ہرگز نہیں۔ یہی حال تمہارے مندرجہ بالا اعتراض کا ہے جو آپ مجھ پر لگا رہے ہیں۔

آپ نے اپنے خط کے صفحہ نمبر ۳۵ پر خاکسار کی تین تحریروں کو نقل کر کے پھر ان کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ خاکسار کہتا ہے۔

(ا) ’’پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں حضورؑ کو دو (۲) نشانوں یا دو (۲) وجودوں کی بشارت دی گئی ہے۔ یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا (ا) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔‘‘ (نوٹ۔ اگر آپ میری کتاب کے صفحہ کا حوالہ لکھ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ ناقل)

آپ میرے بیان کا جواب دیتے ہوئے جواباً لکھتے ہیں۔

’’واضح ہو کہ حضور نے بشیر ثانی کو بشیر اوّل متوفی کا مثیل قرار دیا ہے۔ اس لیے مثیل کے اندر وہی اوصاف ہوتے ہیں جو اصل کے اندر ہوں۔ اسی تناظر میں جواب ہے۔‘‘

الجواب۔ قارئین کرام۔ آپ نے رانا صاحب کا جواب دیکھ لیا ہے۔ سوال ہے گندم اور رانا صاحب کا جواب ہے چنا۔ خاکسار کہتا ہے کہ اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دو (۲) وجودوں کی بشارت دی تھی۔ ان میں سے ایک لڑکا تھا اور دوسرا زکی غلام۔ جناب من۔ خاکسار کب انکار کرتا ہے کہ بشیر ثانی بشیر احمد اوّل کا مثیل نہیں تھا۔ خاکسار گذشتہ صفحات میں بڑی وضاحت کیساتھ اس حقیقت کو ثابت کر کے آیا ہے اور اس میں میرا اور آپ کا اختلاف ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضور علیہ السلام کو ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور ایک زکی غلام کی بشارات سے نوازا تھا۔ کیا آپ اس حقیقت کو کسی بھی رنگ میں غلط ثابت کر سکتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں۔

(۲) آپ نے لکھا ہے کہ خاکسار کہتا ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ’’وجیہہ اور پاک لڑکے‘‘ کے متعلق بڑی وضاحت سے فرمادیا کہ ’’وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا‘‘۔ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کہ وہ کیا ہو گا اور کون ہو گا۔‘‘

آپ جواباً لکھتے ہیں۔ ’’نمبر ۲ میں جو آپ نے لکھا ہے کہ وجیہہ اور پاک لڑکے کے متعلق تو فرمادیا کہ وہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ مگر زکی غلام کے متعلق نہیں فرمایا کہ وہ تیرے ہی تخم سے تیری ذریت و نسل ہو گا۔ جناب جنبہ صاحب! یہی تو تمہاری غلطی ہے۔ جبکہ صاف طور پر زکی غلام (لڑکا) کے آگے لکھا ہے۔ کہ وہ تیرے ہی تخم سے اور تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ اگر یہ الفاظ وجیہہ اور پاک لڑکے کے آگے آتے۔ کہ وہ تیرے ہی تخم سے اور تیری ذریت و نسل ہو گا۔ تو پھر تو آپ سادہ لوح لوگوں کو چکر دے سکتے تھے کہ

دیکھیں زکی غلام کے آگے تو یہ الفاظ نہیں آئے۔ تخم وذریت والے الفاظ زکی غلام کیساتھ منسلک کریں۔ ان اِلہامی الفاظ کو آپ ادل بدل نہیں سکتے۔ براہ کرم ان الہامی الفاظ کو اپنی جگہ پر رہنے دیں۔ آپ بشیر ثانی مثیل ہوگا بشیر اول متوفی کا اس تناظر میں بحث کریں۔''

الجواب۔ خاکسار نے اپنے مضمون کے آغاز میں افادۂ عام اور افراد جماعت کی راہنمائی کیلئے اِلہامی پیشگوئی کے تجزیہ کے بیان میں لکھا ہے کہ یہ اِلہامی پیشگوئی چار (۴) حصوں پر مشتمل ہے (۱) نشان رحمت یعنی زکی غلام کے متعلق الہامی پیشگوئی کا ابتدائی تعارفی حصہ (۲) اِلہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارت (۳) وجیہہ اور پاک لڑکا اور اُسکی صفات کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا حصہ (۴) زکی غلام اور اُسکی صفات کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا حصہ۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اس تجزیہ سے ثابت ہے کہ پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کی بشارات دی گئیں ہیں۔ حضور علیہ السلام بذاتِ خود اِسکی تصدیق کرتے ہیں۔ وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ حصہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خاکسار شروع میں اِن دونوں وجودوں کے متعلق کافی تفصیل کیساتھ لکھ چکا ہے اور ایک متقی کیلئے حقیقت کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے۔

(۳) آگے آپ صفحہ نمبر ۳۶ پر میرے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ ''زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اس کو بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے۔ یہ بریکٹ میں (لڑکا) اِلہامی نہیں بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اجتہاد ہے۔''

آپ جواباً لکھتے ہیں۔ ''اس کے بعد آپ نمبر ۳ میں خواہ مخواہ اپنی طرف سے محض لوگوں کو پھنسانے کی خاطر لکھتے ہیں کہ ''زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی ''لڑکا خیال'' کرتے ہوئے اس کیساتھ بریکٹ میں (لڑکا) لکھا ہے۔ پھر دوسرا ظلم یہ کیا ہے کہ جنبہ صاحب نے اپنی طرف سے ہی بریکٹ والے لڑکے کو اپنے ہی چکری دماغ میں حضور علیہ السلام کی اجتہادی اور قیاسی غلطی قرار دیا ہے۔ اس بارے میں خاکسار پہلے صفحات میں اس پر تفصیل سے بحث کر چکا ہے۔ تاہم دوبارہ سمجھانے کی خاطر عرض کرتا ہوں۔ کہ بریکٹ میں زکی غلام کے آگے بریکٹ میں (لڑکا) لکھنے کا مقصد صرف جنبہ صاحب جیسے لوگوں کو سمجھانا مقصود تھا۔ کہ کسی کو کوئی مغالطہ نہ رہے۔ کہ زکی غلام ہی وہ لڑکا ہے۔ جس کو شروع میں ہی لڑکے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہوں اِلہامی فقرات:۔ فرمایا سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ پھر آگے ساتھ ہی اسی لڑکے کو مزید وضاحت سے الہام میں ''زکی غلام'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ کہ زکی غلام کے معنی بھی پاک لڑکے کے ہی ہیں۔ تو اب الہام تو صاف ہے۔ مگر پتہ نہیں جنبہ صاحب کس چکر میں پھنس گئے ہیں۔''

الجواب۔ خاکسار پہلے کافی وضاحت کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہے کہ اِلہامی پیشگوئی میں ایک لڑکے اور ایک زکی غلام کی خوشخبری دی گئی تھی۔ لڑکے سے متعلقہ پیشگوئی کے مصداق بشیر احمد اوّل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی حکمت کے تحت بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اِسکے مثیل کا وعدہ دیدیا۔ اور پھر اِسی وعدہ کے مطابق بشیر ثانی یعنی بشیر الدین محمود احمد ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو کر مثیل بشیر احمد اوّل کے رنگ میں وجیہہ اور پاک لڑکے سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی کے مصداق بنے تھے۔ حضور علیہ السلام کے بقول زکی غلام یعنی مصلح موعود سے متعلقہ مین (main) اِلہامی پیشگوئی کے اولاً مصداق صاحبزادہ مبارک احمد تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مصلحت کی خاطر ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو اُسے وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی خوشخبری دے دی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کا مثیل حضور علیہ السلام کے گھر میں پیدا نہیں کیا اور اس طرح زکی غلام یعنی مصلح موعود کی اِلہامی پیشگوئی حضورؑ کے جسمانی لڑکوں سے باہر نکل گئی۔ رانا صاحب۔ زکی غلام سے متعلقہ اِلہامی بشارات جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتی ہیں کیا آپ کو نظر نہیں آتیں۔؟ اور پھر اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ میرے مہدی ومسیح کی جماعت میں رانا عطاء اللہ جیسے بیوقوف اور تقویٰ سے عاری لوگ بھی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے غیر متقیوں پر اتمام حجت کرنے کیلئے اپنے اِلہامات میں زکی غلام کو مثیل مبارک قرار دے کر بھی بتا دیا کہ زکی غلام یعنی مصلح موعود میرے برگزیدہ بندے مہدی ومسیح موعود کا ہرگز کوئی صلبی لڑکا نہیں ہوگا۔ اگر آپ پھر بھی سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو پھر میرے ربّ کے پاس سمجھانے کیلئے بہت سارے طریقے ہیں۔ وہ خود ہی آپ ایسے لوگوں کو سمجھا دے گا۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنَ۔

آگے آپ اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

''اب الہام کو پھر غور سے پڑھیں: سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک پاک لڑکا (یعنی زکی غلام) تجھے ملے گا۔''

الجواب۔ اِلہامی عبارت اس طرح ہے۔ ''سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔'' آپ ایک جھوٹ کو سچ بنانے کیلئے اِلہامی پیشگوئی میں الفاظ کے ردوبدل سے بھی بعض نہ آئے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اِلہامی الفاظ زکی غلام کو آپ غیر اِلہامی الفاظ کی جگہ بریکٹ (زکی غلام) میں لکھ رہے ہیں جبکہ حضور علیہ السلام کے بریکٹ (لڑکا) میں لکھے ہوئے غیر اِلہامی لفظ کو بریکٹ سے باہر نکال کر اِلہامی الفاظ زکی غلام کی جگہ نقل کر رہے ہیں۔ اِنا للہ وانا اِلیہ راجعون۔ آپکی اس کذب بیانی سے کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد زکی غلام ثابت ہو جائیں گے۔ ہرگز نہیں۔

آگے اسی صفحہ پر آپ لکھتے ہیں۔ ''جنبہ صاحب! آپ نے جو مد نمبر ۳ میں اپنی طرف سے لکھا ہے۔ کہ ملہم نے زکی غلام کو اپنے خیال میں جسمانی لڑکا سمجھا ہے۔ بالکل غلط ہے۔

کیونکہ حضورؑ نے اپنے خیال میں نہیں بلکہ خیالات سے بالاتر ہوکرمحض سمجھانے کی خاطر اور صحیح راہنمائی کے طور پر بریکٹ کے اندر (لڑکا) لکھ دیا۔''

الجواب۔ راناصاحب۔کیا یہ زکی غلام حضور علیہ السلام کے گھر میں پیدا ہوا تھا۔؟ اگر نہیں تو پھر چاند پر تھوکنے سے باز آ جاؤ۔ ورنہ یہ تھوک تمہارے منہ پر پڑے گا اِنشاءاللہ تعالیٰ ۔

خدا رُسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا   سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

(۳۱) صفحہ نمبر ۳۷ پر آپ نے اپنے طویل مضمون کے آخری حصہ بعنوان ''خلاصہ کلام اور اِختتام'' کے ذیل میں میرے پانچ ثبوتوں کا حوالہ دے کر اپنے زعم میں اِنکے جوابات تحریر کیے ہیں۔ خاکسار پہلے اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ آپ صفحہ نمبر ۳۸ پر لکھتے ہیں۔

نمبرا۔'' دراصل آپ نے پہلی غلطی یہ کھائی ہے کہ آپ نے پیشگوئی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء پر عمیق نظر سے غور نہیں کیا۔ آپ صرف بریکٹ کے اندر لفظ (لڑکا) پر اڑ گئے اور اِس کو بار بار حضور کی اجتہادی غلطی بتاتے رہے۔ حالانکہ پیشگوئی میں صاف طور پر شروع ہی میں ایک وجیہہ اور پاک لڑکے کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو'' تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا''۔ اب بشارت تو ایک لڑکے کی ہی دی جارہی ہے۔ تو اسی لیے آگے پیشگوئی میں فرمایا گیا''ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا''۔ چونکہ پیشگوئی ایک لڑکے کے بارے میں تھی۔ اسی لیے حضور نے محض اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے کہ کہیں کوئی سرپھرا یا زکی غلام کو مبشرلڑکے کے زمرہ سے الگ نہ سمجھ لے۔ اس لیے حضور نے دوبارہ زکی غلام کی تشریح بریکٹ کے اندر (لڑکا) لکھ کر دی۔ مگر مجھے افسوس در افسوس ہے کہ حضور کی اس تشریح کے باوجود کہ مبشرلڑکا ہی زکی غلام ہے۔ آپ حضور کی تشریح کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ پھر اسی پر بس نہیں ہوئی۔ خداتعالیٰ جو علیم و خبیر ہے۔ اور جس کو پتہ تھا کہ کسی جنبہ نے پیدا ہونا تھا اس لیے اُس خدا نے اس سے آگے اسی پیشگوئی میں پھر لڑکے کا ہی تذکرہ فرمایا۔ یعنی وہ لڑکا (آگے آپ کی تحریر مفقود ہے لیکن آپ نے یہی لکھا ہوگا۔ ناقل) تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔''

الجواب۔ جناب اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ اتنا بڑا جھوٹ آپ حضورؑ کی طرف کیوں منسوب کر رہے ہیں۔ آخر آپ نے مرنا ہے۔ اس جھوٹ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔ خاکسار نے اب تک گذشتہ صفحات میں اس حقیقت کی کافی دفعہ وضاحت فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس اِلہامی پیشگوئی میں ایک کی بجائے دو (۲) وجودوں کی بشارات عطا فرمائی ہیں یعنی (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔

(۱) ایک جمع ایک کتنے ہوتے ہیں۔ کیا یہ دو نہیں ہوتے۔؟ مثلاً۔۱+۱=۲۔ کیا آپ کو اتنی بھی عقل نہیں۔؟

(۲) پھر حضور علیہ السلام بھی بشیر احمد اوّل کی وفات پر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور اپنے لقویٰ پر روئیں۔

(الف)''یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروزہ رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہو جائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور آخیر تک اُسکی تعریف ہے۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کر دیا''۔ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

(ب)''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(۳) اگرچہ خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق بڑی باریکی بینی کیساتھ تحقیق کی ہے لیکن پھر بھی یہ واضح رہے کہ میری یہ تحقیق اِنکشاف اِلٰہی کا نتیجہ ہے۔ خاکسار اس حقیقت کی وضاحت ایک اور پہلو سے بھی آپکے سامنے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو دو عصا یعنی دو معاون عطا فرمائے تھے۔ اس ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں۔

(الف) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔'' مجھے دو عصا دیئے گئے ایک جو میرے پاس تھا دوسرے وہ جو گم ہو گیا تھا۔ اور گمشدہ عصا کو جو میں نے دیکھا تو اُ سکے منہ پر لکھا ہوا تھا دُعَآءُ کَ مُسْتَجَابٌ ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔'' (تذکرہ صفحہ ۳۹۴ بحوالہ کاپی اِلہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۰)

(ب) ۲۱ جون ۱۹۰۳ء۔'' ۲۱ جون کو ایک چھڑی پر یہ لکھا ہوا دکھایا گیا۔ دُعَآءُ کَ مُسْتَجَابٌ ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔'' (ایضاً بحوالہ الحکم جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴۔جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

یہ دونوں عصا وہی دونوں نشان ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں ذکر فرمایا تھا۔ متذکرہ بالا دونوں عصاؤں میں سے وہ عصا جو حضورؑ کے پاس رہا وہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا تھا'' اور جو عصا گم ہو گیا اور جس کے منہ پر لکھا تھا'' دُعَآءُ کَ مُسْتَجَابٌ ۔ تیری دُعا مقبول ہے۔'' یہ زکی غلام یا روحانی فرزند تھا۔ اسی روحانی فرزند یا اسی موعود عصا کو حضورؑ نے مصلح موعود کا نام دیا تھا۔ اب بتائیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی دو (۲) وجودوں کے متعلق ہے یا کہ صرف ایک لڑکے کے متعلق۔ خدا تعالیٰ کا خوف

کریں۔اتنابڑاجھوٹ اوروہ بھی حضورؑ کی طرف منسوب کررہے ہیں۔آخر مرنا ہے۔اس جھوٹ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے۔؟ ؎

کیوں نہیں لوگوں کوتمہیں حق کا خیال دل میں اُٹھتا ہے مرے سوسواُبال

آگے صفحہ نمبر ۳۹ پرآپ لکھتے ہیں۔

نمبر۲'' اب رہا آپ کا دوسرا سوال یا ثبوت کہ اگر میرزا بشیرالدین محمود احمد ہی مصلح موعود یا زکی غلام تھا تو پھر محمود احمد کی پیدائش جو مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو اندر نو (۹) سالہ معیاد ہوگئی تھی پھر حضور کو انکی پیدائش کے بعد بھی متواتر کئی سالوں تک زکی غلام۔حلیم غلام۔نافلہ۔مبارک احمد کی شبیہہ والا حلیم غلام۔یحیٰ نامی غلام کی پیشگوئیاں ۶/ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک کیوں ہوتی رہیں۔اس سے آپ نے یہ جواز بنایا ہے کہ مصلح موعود یا زکی غلام حضرت محمود نہیں بلکہ کسی اور نے ہونا تھا۔اور وہ بقول آپکے عبدالغفار جنبہ صاحب ہیں۔اوراسی طرح حضور علیہ السلام نے بھی فضل عمر کی پیدائش پر ان کو مصلح موعود حتمی طور پر نہیں کہا۔سو واضح ہو کہ پیشگوئیوں میں کئی چھپے ہوئے راز ہوتے ہیں اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئی حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں و نیز اس میں ایمانداروں اور بے ایمانوں کے امتحان بھی مقصود ہوتے ہیں۔اس لیے موٹی موٹی باتیں بیان کر کے باقی راز اخفا میں رکھ دیئے جاتے ہیں جیسا کہ اس پیشگوئی میں صاف طور پر کیا گیا کہ وہ لڑکا تیرے ہی تخم۔تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔یعنی باہر سے نہیں ہوگا۔پھر فرمایا کہ وہ عرصہ نو (۹) سال کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔پھر فرمایا کہ اُس کا نام فضل عمر۔محمود۔بشیر ہوگا۔اسکے بعد تو شک کی گنجائش نہیں رہتی۔بعض پہلوؤں کا اخفا میں رکھنا ایمان بالغیب کا ثواب دینا بھی اللہ تعالیٰ کا مقصود ہوتا ہے۔آپ کا یہ کہنا کہ حضور کے یہ الفاظ کہ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب ''وعدہ اِلٰہی'' نو (۹) برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' اب وہی زکی غلام (لڑکا) نو سال کے عرصہ کے اندر مورخہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے۔تو آپ اس وعدہ اِلٰہی کو پیشگوئی کا حصہ نہیں سمجھتے۔تو کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا۔کہ ''بموجب وعدہ اِلٰہی'' تو کیا نعوذ باللہ حضور نے اپنی طرف سے وعدۂ اِلٰہی لکھ دیا۔حالانکہ عرصہ نو (۹) برس کا خدا تعالیٰ نے حضور سے کوئی عدہ نہیں فرمایا تھا بلکہ حضور تو اس وعدۂ اِلٰہی کو ''ضرور'' کیساتھ منسلک فرماتے ہیں اور اگر خدانخواستہ حضرت مصلح موعود بموجب وعدۂ اِلٰہی عرصہ نو (۹) برس کے اندر پیدا نہ ہوتے۔تو پھر مخالفین آسمان سر پر نہ اُٹھا لیتے۔کہ دیکھو جی میرزا صاحب جھوٹے نکلے۔؟ اور میرزا صاحب کیساتھ اگر خدائی وعدہ تھا تو وہ پورا کیوں نہیں ہوا؟ معلوم ہوا کہ میرزا صاحب نے افتراء باندھا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ نے تو اپنا کیا گیا وعدہ اندر معیاد نو (۹) سالہ پورا کر کے حضور کو سرخرو فرما دیا۔اور آپ اس کو پیشگوئی کیساتھ منسلک کرنے کو اس لیے تیار نہیں تا کہ آپکے زکی غلام بننے کی راہ میں یہ وعدۂ اِلٰہی رکاوٹ نہ بن جائے۔۔۔''

الجواب۔رانا صاحب۔حضور علیہ السلام کے بیان میں ''بموجب وعدہ اِلٰہی'' سے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلٰہی پیشگوئی میں دو مبشر وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کے عطا کرنے کا وعدہ مراد ہے نہ کہ نو سال کی معیاد کا وعدہ۔وغیرہ۔خاکسار نے گذشتہ صفحات میں نو (۹) سالہ معیاد کی حقیقت اور آج جماعت احمدیہ کی حالت کے عنوانات کے تحت نو (۹) سالہ معیاد اور وعدہ اِلٰہی پر کافی روشنی ڈال دی ہے لہٰذا اس موضوع پر دوبارہ کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔ ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے!

آگے صفحہ نمبر ۴۰ پرآپ لکھتے ہیں۔

نمبر۳'' اب آپکے تیسرے ثبوت کی طرف جس میں آپ اپنے آپ کو مطابق پیشگوئی سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم ہوگا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائیگا''۔تو آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ اوصاف آپکے اندر پائے جاتے ہیں یا آپ اپنے منہ میں خود ہی میاں مٹھو بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ان اوصاف کی کوئی شریف اور نیک انسان اپنے آپ پر فٹ کرنے سے شرماتا ہے۔ہاں البتہ کوئی اور ریفری یا باہر کا یہ سرٹیفکیٹ دے تو قابل غور ہوسکتا ہے۔۔۔''

الجواب۔اب ایک اور شخص جو جماعت احمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔اُس نے میرے دعویٰ کو غور وفکر کیساتھ پڑھ کر بڑے تقویٰ اور دیانتداری کیساتھ مجھے ای میل لکھی تھی۔یہ میل درج ذیل ہے۔وہ لکھتا ہے۔

Honourable Abdul Ghaffar Janbah sahib;

Assalam-O-Alaikum Wa Rahmatullah-e Wa Barakatohu

I have received your detailed response to my E-Mails. Due to the extra-ordinary length of your presentation, I shall need more time to respond to this E-mail. I must confess that your Honour has truly demonstrated exceptional and superior level of your intellegence, knowledge, research and appropriate refereces. A famous part of that (pesheen-goyee) is that "Woh Balaa ka Zaheen aur

Faheem Ho-gaa" is definitely applicable in your case. I have an obligation to express my views with absolute Respect, Truth and Love. It is now clear to me that your Honour does have ample capacity, talent and capability to understand the meanings of different terms and words used in the Holy Qura'an. I shall have to write a detailed letter to your attention. I hope to finish my writing in few weeks. Please, wait for my reply. This E-Mail is only to inform you that GOD Willing (Inshaw- Allah) I shall send a detailed response in near future.

Sincerely,

Mohammad Aslam Chaudhry

عزت مآب عبدالغفار جنبہ صاحب

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری ای میلز کے جواب میں آپ کا مفصل جواب موصول ہوگیا ہے۔آپکے جواب کے غیر معمولی طوالت کی باعث مجھے اس کا جواب لکھنے کیلئے کچھ وقت درکار رہوگا۔میں تسلیم کرتا ہوں کہ آپ عزت مآب نے اپنی غیر معمولی اور عظیم ذہانت،علم، تحقیق اور موزوں حوالہ جات کا اظہار فرمایا ہے۔اس پیشگوئی کا ایک مشہور حصہ کہ'' وہ بلا کا ذہین اور فہیم ہوگا۔'' تمہارے معاملہ میں پیشگوئی کے یہ الفاظ یقینی طور پر پورے ہوتے ہیں۔میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں اپنے نقطہ نظر کا کامل عزت، سچ اور محبت کیساتھ اظہار کروں۔اب مجھ پر یہ واضح ہوگیا ہے کہ قرآن پاک کے الفاظ اور اصطلاحوں کے معانی کو سمجھنے کی آپ عزت مآب میں کافی گنجائش، ذہانت اور صلاحیت موجود ہے۔میں آپکی توجہ کیلئے ایک مفصل خط لکھوں گا۔یہ ای میل آپ کو صرف اطلاع دینے کیلئے ہے۔میں انشاءاللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں آپ کو ایک مفصل خط لکھوں گا۔

آپ کا مخلص

محمد اسلم چوہدری

راناصاحب۔یہ صاحب نہ میرا رشتہ دار ہے اور نہ ہی اب تک اُس کا میرے دعویٰ کیساتھ اتفاق ہے۔اُس کا یہ بیان اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ نے میرے متعلق میاں مٹھو بننے کا الزام تعصب کی وجہ سے لگایا ہے۔؟

(۲) میرے اِلہامی اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) کے متعلق ایک غیر احمدی صحافی محترم جناب نذیر حق صاحب کے تبصرے پر بھی غور وفکر فرمائیں۔وہ روزنامہ پاکستان (سنڈے میگزین''زندگی'' ۲۲ تا ۲۸۔اگست ۲۰۰۴ء) میں لکھتے ہیں۔

''نیکی خدا ہے'' عبدالغفار جنبہ کی فلسفیانہ تصنیف ہے جس میں اُنہوں نے نیکی کی ماہیت،نیکی علم ہے اور نیکی خدا ہے، کے تین عنوانات کے تحت بحث کے بعد اِس بات کو بخوبی ثابت کیا ہے کہ ''نیکی خدا ہے''۔مصنف کا کہنا ہے کہ مسلمانوں نے،مسلمان مفکرین نے قرآن حکیم کا مطالعہ یونانی فلسفہ کی روشنی میں کیا ہے حالانکہ قرآن پاک خداتعالیٰ کی عظیم اور کامل ومکمل کتاب ہے جس میں ہرقسم کی بھلائی اور ہرقسم کا سچا فلسفہ موجود ہے۔ضرورت اس بات کی تھی کہ یونانی اور دیگر ہرقسم کے فلسفوں کا مطالعہ قرآن حکیم کی روشنی میں کیا جاتا اور اِن فلسفوں کی قرآن حکیم کی روشنی میں جانچ پرکھ کر علم وحکمت کے گوہر چنے جاتے۔مصنف نے فلسفیانہ فکر وتفکرات، متکلمین کے مختلف مکاتب فکر اور اُنکے ''فکر'' پر بھی بحث کی ہے اور ''نیکی'' کیا ہے؟ جیسے دقیق اور مشکل سوال کا جواب دیا ہے۔اِس حوالے سے اُنہوں نے بعض قدیم اور غیر مسلم فلاسفہ کی رائے بھی دی ہے اور اِس پر اپنے انداز میں بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ نیکی ایک ''محیط کل نور'' ہے،لامحدود ہے،اللہ ہے۔مصنف نے جو مباحث کئے،جو نتائج اخذ کئے اور ''نیکی خدا ہے'' کے نظریہ کو جس طرح ثابت کیا ہے وہ بہت خوب ہے لیکن اِن مباحث میں مصنف نے غالبًا اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو ذہن میں رکھ کر بات کی ہے کیونکہ اِن دقیق علمی مباحث کو پاکستان میں بسنے والا عام شہری جو کم علم ہے مگر نیکی سے محبت رکھتا ہے،شاید ہی سمجھ سکے اور جہاں تک اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے کا تعلق ہے تو اُس کا بڑا حصہ نیکی کے بارے میں اپنے خیالات وتصورات کو ہی افضل تصور کرتا ہے۔بہر حال یہ کتاب چونکہ فی سبیل اللہ تقسیم کی جارہی ہے،اِسے پڑھنے والے ضرور اِس سے اثر قبول کریں گے اور عبدالغفار صاحب کے حق میں دُعائے خیر کریں گے۔''

راناصاحب۔آپ کہتے ہیں کہ میں اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہوں لیکن ان گواہیوں کے ہوتے ہوئے آپکے الزاموں اور آپکی گالیوں کے متعلق اِنا للہ واِنا اِلیہ راجعون ہی کہا جاسکتا ہے۔؟اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت بخشے آمین۔ ؎ صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

اسی صفحہ نمبر ۴۰ پر آگے آپ لکھتے ہیں۔

نمبر۴'' اسکے بعد آپ اپنے ثبوت میں چوتھے نمبر پر یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود بھی حتمی طور پر حضرت محمود کو مصلح موعود نہیں کہتے۔ اور فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکا بعد میں پیدا ہو۔۔۔ تو اس سلسلہ میں عرض ہے۔ کہ اگر وہ فرما دیتے۔ تو پھر آپ ایسے لوگ بالمقابل کیوں کھڑے ہوتے۔ میرے نزدیک خدا تعالیٰ نے اس امر کو دانستہ اس لیے چھپائے رکھا۔ تا کہ مصلح موعود کے مقام کو لوگوں پر واضح فرمائے۔ کہ یہ انسان یا یہ خلیفہ کوئی عام انسان یا عام خلیفہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ ہستی ہے۔ جس کو فتح، ظفر کی کلید ملے گی۔ وہ مظفر ہوگا۔ اور وہ فرزند دلبند گرامی ارجمند ہوگا۔ اور مظہر الاول ولاخر ہوگا۔ اور وہ مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ تو ایسے خاص انسانوں کی اہمیت اور افضلیت کو ظاہر و باہر کرنے کیلئے انکے مقابل پر جعلی قسم کے مدعیان مصلح موعود۔ زکی غلام۔ نافلہ وغیرہ کا آنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔ نظر نہیں آتا۔''

الجواب۔ آپکی یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکے کی طرح زکی غلام کی تعین نہیں فرمائی اور ایسا کرنے میں یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔۲۷) کے مطابق اللہ تعالیٰ کو افراد جماعت اور خاندان مسیح موعود کی آزمائش مطلوب تھی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے وجیہہ اور پاک لڑکے (وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا) کی طرح زکی غلام کے متعلق کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کون ہوگا۔؟ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کے متعلق حضور علیہ السلام کی وفات تک مبشر الہامات نازل فرما کر بالواسطہ رنگ میں اتنا ضرور واضح کر دیا کہ یہ زکی غلام حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا کوئی جسمانی لڑکا نہیں ہوگا۔ یہ اس لیے کیا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اُسکے برگزیدہ بندے کے ایک لڑکے (بشیر الدین محمود احمد یا بشیر ثانی) جسے اُس نے وجیہہ اور پاک لڑکا سے متعلقہ ضمنی پیشگوئی کا مصداق بنانا تھا بعد ازاں اپنے سے متعلقہ پیشگوئی سے تجاوز کرتے ہوئے اُس نے کیا کچھ کرنا ہے۔؟ جب تک مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی نہیں بنے تھے یعنی جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء تک تو وہ صحیح طور پر (rightly) سمجھتے تھے کہ مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود آئندہ زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہوگا اور وہ حضورؑ کا پانچواں بیٹا کہلائے گا۔ جیسا کہ آپ لکھتے ہیں۔

''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا''۔ (رسالہ تشحیذ الاذہان ولیم۔۳ نمبر ۶۔۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔ مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

اب اس عاجز پر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کھولی ہے بلکہ اس اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کی اِلہامی، علمی اور قطعی دلیل بھی بخشی ہے۔ اور جماعت احمدیہ میں کوئی بھی میرے دلائل اور میرے ثبوت کو جھٹلانے کی ہمت نہیں رکھتا۔ لہٰذا پیشگوئی مصلح موعود کوئی عام پیشگوئی نہیں تھی بلکہ یہ وہ عظیم الشان پیشگوئی تھی جس میں جماعت احمدیہ اور خاندان مسیح موعود کیلئے ایک خوفناک اِبتلاء پوشیدہ تھا۔ اور ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ زکی غلام مسیح الزماں کے نزول سے پہلے جماعت احمدیہ کو اس خوفناک اِبتلاء سے بے خبر رکھتا۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے موعود زکی غلام ہونے کا فضل جماعت احمدیہ میں کسی احمدی کو تو بخشنا تھا اور ایسا احمدی حضورؑ کی جسمانی اولاد یا آپکی ذریت یعنی روحانی اولاد میں ۶۔۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونے والا کوئی بھی احمدی ہو سکتا تھا۔ اب اگر یہ الٰہی فضل عبد الغفار رجنبہ کے شامل حال ہو گیا ہے تو اس میں اچنبھے کی کیا بات ہے۔؟ آخر جماعت احمدیہ میں کوئی تو خوش نصیب ہونا تھا جس کی قسمت میں یہ فضل لکھا ہوا تھا۔ آخر میں ایک بار پھر عرض کروں گا کہ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّىْ۔

آگے صفحہ نمبر ۴۱ پر آپ لکھتے ہیں۔

نمبر۵'' اب آپ کا پانچواں ثبوت کہ جس سے آپ نے اپنے آپ کو مصلح موعود ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اگر واقعی مصلح موعود تھے۔ تو آپ ۱۹۱۴ء سے لے کر ۱۹۴۴ء تک کیوں خاموش رہے۔ اور عرصہ تیس (۳۰) سال تک دعویٰ مصلح موعود نہ کیا۔ تو اس بارے میں عرض ہے کہ یہی خاموشی حضورؓ کی صداقت کا بین ثبوت ہے۔ آپ کے اندر از خود مصلح موعود بننے کا کوئی شوق نہیں تھا۔ بلکہ آپ انتہائی منکسر المزاج انسان تھے۔۔۔۔۔''

الجواب۔ واضح رہے کہ احمدیوں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے عقیدت کی وجہ سے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ۱۹۱۴ء میں خلافت کے منصب پر بٹھایا تھا۔ پھر ان میں سے بعض جذباتی اور ناعاقبت اندیش احمدیوں نے غلط طور پر خلیفہ ثانی کے متعلق مظہر قدرت ثانیہ اور پسر موعود اور مصلح موعود جیسی اصطلاحیں لکھنے کیساتھ ساتھ ایسے نعرے بھی لگانے شروع کر دیئے۔ بعض خوشامدی احمدیوں کے اِنہی نامناسب اور غلط بیانات کی وجہ سے مرزا بشیر الدین محمود احمد (جو کہ ۱۹۰۸ء میں صحیح طور پر جانتے تھے کہ مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود نے آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے) کو شہ مل گئی اور اُنہوں نے در پردہ پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں نہ صرف اپنا سابقہ مؤقف بدلنا شروع کر دیا بلکہ جماعتی خدمات بھی اس رنگ میں کرنی شروع کر دیں جن کی بنا پر آئندہ کسی مناسب وقت پر اُنکے مصلح موعود ہونے کا جواز بنایا جا سکے۔ مزید برآں اُنہوں نے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنے کیلئے حضورؑ کے فرمودات میں سے نو (۹) سالہ معیاد (جس کی خاکسار پہلے کافی تشریح کر چکا ہے) کا جواز بھی ڈھونڈ لیا۔ رانا صاحب۔ آپکے بقول تیس سال تک خلیفہ ثانی کا افراد

جماعت کے کہنے پر بھی دعویٰ مصلح موعود نہ کرنا اور خاموش رہنا اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے سچے ہونے کا ایک بین ثبوت ہے جبکہ حقیقت اِسکے برخلاف ہے۔خلیفہ صاحب دراصل اس دور میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق مختلف بیانات دے کرافراد جماعت کے سنجیدہ اورفہیم بزرگوں کے اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں خیالات جاننے کی کوشش کرتے رہے۔ بعدازاں اُنہیں ۱۹۴۴ء میں شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل خواب دیکھنے پر وہ موقع میسر آ گیا اور پھر خواب میں دیکھے گئے اِلہام کو بنیاد بنا کر اُنہوں نے حلفاً دعویٰ مصلح موعود کر دیا۔اس دعویٰ کے دس (۱۰) سال بعد یعنی دس مارچ ۱۹۵۴ء کے دن بوقت عصر مسجد مبارک میں۔۔۔"وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ o"(سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔اوراگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔تو ہم یقیناً اِس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔اور اِس کی رگ جان کاٹ دیتے۔اور اِس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔(ترجمہ از تفسیر صغیر)۔۔۔کی وعید کے مطابق اپنے مریدوں اور باڈی گارڈوں کی موجودگی میں اور اپنے پورے حفاظتی بندبست کے باوجود قطع وتین کی موعود سزا پائی۔فَاعْتَبِرُوْا يَآاُولِى الْاَبْصَار۔

(۳۲) آپ نے اپنے جوابی خط کے ایک صفحے پر خصوص طور پر میری توجہ کو مبذول کروانے کیلئے درج ذیل الفاظ لکھے ہیں۔

''جناب محترم جنبہ صاحب! چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر ثانی کو بشیر اوّل متوفی کا مثیل قرار دیا ہے۔اس لیے جو اوصاف بشیر اوّل کے بیان ہوئے ہیں وہی اوصاف بشیر ثانی میں بھی از روئے پیشگوئی ہونے ضروری ہیں۔لہٰذا مہربانی فرما کے بشیر الدین محمود احمدؒ کو بشیر اوّل متوفی کے اوصاف کے تناظر میں دیکھیں۔پھر بات کھل جائے گی اور آپ کا مغالطہ بھی دور ہو جائے گا۔اِنشاءاللہ تعالیٰ۔''

الجواب۔خاکسار نے تو ہمیشہ یہی لکھا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفہ ثانی) مثیل بشیر احمد اوّل تھے۔آپ یا جماعت احمدیہ خلیفہ ثانی کے جن کارناموں کا ڈھونڈورا پیٹتی ہے یہ سب ترقیات اور کامیابیاں اُنہیں بطور مثیل بشیر احمد اوّل (وجیہہ اور پاک لڑکا) کی وجہ سے ہی ملی تھیں۔اس معاملہ میں آپکی اور میری دو (۲) رائے نہیں ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ کیا مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کی وجہ سے مصلح موعود ثابت ہو سکتے ہیں۔؟ ہرگز نہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مصلح موعود تو زکی غلام ہے اور اُس نے جماعت احمدیہ میں ۶-۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد بطور مثیل مبارک احمد پیدا ہونا ہے۔جناب رانا صاحب۔خاکسار نے مضمون کے گذشتہ صفحات میں اس موضوع پر ہر رنگ میں روشنی ڈالی ہے۔ اب سوال ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مثیل بشیر احمد اوّل ہونے کی وجہ سے کیا بات کھلی اور میرا وہ کونسا مغالطہ تھا جو دور ہوا ہے۔؟تفکروا و تند موا وا تقو الله و لاتغلوا۔

حاصل کلام اور اختتامیہ

دراصل امر واقع یہ ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مطابق خلیفہ ثانی نہ زکی غلام یعنی مصلح موعود تھے اور نہ ہی ثابت ہو سکتے ہیں۔اگر خلیفہ ثانی صاحب مصلح موعود ہوتے یا ثابت ہو سکتے تو آپکے موجود خلیفہ اور علمائے جماعت کے مقابلہ میں خلیفہ رابع صاحب بدر جہا صاحب علم اور صاحب فکر وجود تھے۔وہ اپنی زندگی میں یہ کارنامہ ضرور سرانجام دے کر جاتے۔خاکسار نے جب ۱۹۹۳ء میں بالواسطہ اپنا دعویٰ اُنکے آگے رکھا تو وہ ساری صورتحال سمجھ گئے۔جس طرح ایک جبری نظام نافذ کر کے اِن لوگوں نے افراد جماعت کو بھیڑ بکریاں بنایا ہوا ہے اور اِنہیں ڈرانے اور دھمکانے کے عادی ہیں۔اِسی طرح خلیفہ رابع صاحب نے بھی شروع میں مجھے ڈرانے اور خاموش کرنے کی کوشش کی لیکن جس انسان کو اللہ تعالیٰ کسی مشن پر مامور کر دے تو وہ لوگوں کے ڈرانے اور دھمکانے سے خاموش نہیں ہو سکتا۔میرا مقدمہ (غلام مسیح الزماں) پڑھنے کے بعد اُنہیں یقین ہو گیا تھا کہ اُنکے والد مصلح موعود نہیں تھے اور پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں اُن سے ایک سنگین غلطی ہو چکی ہے۔لیکن چونکہ ایک غلط بات حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد کے ذہنوں میں بیٹھی ہوئی ہے اور اُنہوں نے آگے افراد جماعت کو بھی یہی سبق پڑھایا ہے کہ مصلح موعود نے حضورؑ کے تخم میں سے پیدا ہونا ہے لہٰذا خلیفہ رابع صاحب نے میرے دعویٰ پر غور و فکر کرنے کی بجائے افراد جماعت کو اس طرف مائل اور قائل کرنا شروع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ یہ وعدہ میری ذات میں پورا فرما دے۔اس غرض کیلئے اُنہوں نے اپنی وفات سے چند سال پہلے جلسہ سالانہ یو کے ۳۰۔جولائی ۲۰۰۰ء میں آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسیحائی نفس جس کا حضرت مسیح موعود کو وعدہ دیا گیا تھا وہ حضورؑ کی نسل میں سے ہی ہو گا۔(حالانکہ یہ قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام (مصلح موعود) کے سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا اور اگر جماعت احمدیہ میں سے کوئی ایسا ثابت کر دے تو وہ منہ مانگے انعام کا حقدار ہو گا۔؟ ہاں اللہ تعالیٰ نے ایسا وعدہ لڑکے کے سلسلہ میں حضورؑ سے ضرور فرمایا تھا جس کی تفصیل مضمون میں بیان کی جا چکی ہے) پھر ۶۔اکتوبر ۲۰۰۰ء کے خطبہ جمعہ میں خود کو اس پیشگوئی کیلئے پیش کر دیا۔اِس خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

''میری عاجزانہ درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں خدا مجھے ہی وہ مبارک وجود بنا دے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہے اور فرمایا یہ وعدہ ہے کہ تیری نسل سے

ایک شخص کھڑا کیا جائے گا۔ اس دعا نے مجھے بہت دردناک کر دیا ہے اور میں اسی درد کے ساتھ آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعائیں کریں۔'' (جمعتہ المبارک ۶۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل (۱۰) ۶۔ اکتوبر تا ۱۲۔ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

واضح رہے کہ اپنی رحمت اور فضل کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تُؤْمِنُوٓا إِلَّا لِمَن تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَى اللَّهِ أَن يُؤْتَىٰ أَحَدٌ مِّثْلَ مَآ أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَآجُّوكُمْ عِندَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ☆ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَآءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ☆ (ال عمران۔ ۷۴،۷۵)

اور (کہتے ہیں کہ) اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرتا ہو کسی کی نہ مانو۔ تو کہہ دے (کہ) اصل ہدایت تو یہ ہے کہ کسی کو ویسا ہی ملے جیسا کہ تم کو ملا تھا یا پھر وہ تمہارے ربّ کے حضور تمہارے ساتھ جھگڑیں کہہ دے کہ فضل تو یقیناً اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے فضل بخشتا ہے۔ اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنے رحمت کیلئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنیوالا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ پوری امت مسلمہ یہ اُمید لگا کر بیٹھی تھی اور اب بھی بیٹھی ہوئی ہے کہ مہدی معہود نے سادات میں سے ظاہر ہونا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فضل اور رحمت سادات کی بجائے ایک دوسری مسلمان قوم یعنی مغلوں میں سے اپنے کسی بندے کو بخش دیا۔ اور یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایک رحمت کے نشان کا وعدہ دیا تھا۔ اگر یہ نشان رحمت کا وعدہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد سے باہر آپکی ذریت یعنی جماعت میں سے کسی کو بخش دیتا ہے تو اس میں بھی کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فضل اُسکی اپنی عطا ہے اور وہ جسے چاہے اِسے نواز دے۔ اس سلسلہ میں اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کو حضورؑ کی صلب میں سے پیدا فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے تب بھی یہ کوئی جائے اعتراض نہیں۔ لیکن اس ضمن میں میرا سوال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے جماعت علیہ السلام سے کوئی ایسا اِلہامی وعدہ کیا ہوا ہے تو اس اِلہامی وعدہ کا افراد جماعت کو بھی علم ہونا چاہیے۔ لیکن میرے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے جماعت کو ایک زکی غلام کی بشارت ضرور دی ہوئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ سے اس زکی غلام کو آپکی صلب میں سے پیدا فرمانے کا کوئی وعدہ نہیں فرمایا ہے۔

راناعطاء اللہ صاحب۔ خاکسار نے پچھلے سال آپ کا مضمون پڑھا تھا۔ آپ نے اپنے مضمون میں میری کسی دلیل کا بھی جواب نہیں دیا ہے۔ واضح رہے کہ جواب اُس بات کا دیا جاسکتا ہے جس کا کوئی جواب ہو۔ لیکن جو حقیقت اظہر من الشّمس ہو اور قرآن کریم اور حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر اِلہامات اُسکی تصدیق کرتے ہوں تو آپ ایسے نیم ملاں تو ایک طرف رہے علمائے جماعت بھی اُس کا کیا جواب دیں گے۔؟ اگر آپ سمجھتے تھے کہ آپ نے میری کتاب (آمدن عید مبارک بادت) کے مقدمات کا اپنے مضمون میں بخوبی اور مدلّل جواب لکھا ہے تو آپ کو اپنے خلیفہ صاحب سے یہ درخواست کرنی چاہیے تھی کہ جناب خلیفہ صاحب میں نے عبدالغفار جنبہ کی کتاب کا مدلّل جواب لکھا ہے۔ آپ برائے کرم میرے مضمون کو پرنٹ کروا کر افراد جماعت میں تقسیم کیجئے تا کہ عبدالغفار جنبہ نے افراد جماعت کے اذہان میں نعوذ باللہ جو شکوک وشبہات پیدا کیے ہیں ان کا قلع قمع ہو سکے۔ اگر آپ کیلئے یہ ممکن نہیں تھا تو کم از کم جماعت احمدیہ کے ارباب و اختیار سے یہ درخواست ہی کر دیتے کہ میں نے عبدالغفار جنبہ کی کتاب کا مدلّل جواب لکھا ہے۔ آپ میرے مضمون کو جماعت احمدیہ کی سرکاری ویب سائٹ (IL Islam) پر آن ایئر کردیں تا کہ عبدالغفار جنبہ نے افراد جماعت کے ذہنوں میں جو بدگمانیاں پیدا کی ہیں اُن کا ازالہ ہو سکے۔ لیکن آپ نے یہ کام بھی نہیں کیا۔ آپ نے یہ کام اس لیے نہیں کیے کیونکہ آپ اپنے مضمون کی حقیقت کو بخوبی جانتے ہیں اور آپ نے اپنے مضمون میں جو خاکسار کیلئے گندی زبان استعمال کی ہے میں اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ وہ زبردست طاقتوں کا مالک ہونے کیساتھ ساتھ خیر الماکرین بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے متعلق فرماتا ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (البقرہ۔۳) یہی کامل کتاب ہے، اِس (امر) میں کوئی شک نہیں ہے، متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔ اس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ ہدایت تقویٰ کیساتھ مشروط ہے۔ اگر کوئی تقویٰ کے لباس سے مزین ہو تو وہ ضرور ہدایت پا جاتا ہے۔ لیکن جو تقویٰ سے خالی ہو اُس کا ہدایت پانا بہت مشکل ہے۔ اُس کا نفس امارہ اُس پر غالب ہوتا ہے اور اُس کیلئے حیلے بہانے تراشتا رہتا ہے۔ خاکسار یہاں اسکی ایک مثال دیتا ہے۔ حضرت بانئے جماعت علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر دنیا کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا تھا کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ناصری علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اس حقیقت کے اثبات کیلئے آپ نے قرآن کریم میں سے تیس آیات نکال کر دکھائیں۔ مزید برآں یہ بھی بتایا کہ آنحضرت ﷺ کی نزول مسیح ابن مریم کی پیشگوئی کے مطابق اُمت محمدیہ کا ہی کوئی فرد مثیل مسیح ابن مریم بن کر نازل ہوگا۔ جن لوگوں کے پاس تقویٰ کی دولت تھی اُن کو اس حقیقت کے سمجھنے میں کوئی دیر نہ لگی لیکن جو تقویٰ سے خالی تھے سچائی سے انکار کیلئے اُنکے نفس نے حیلے گھڑنے شروع کر دیئے۔ مثلاً۔ وفات مسیح ابن مریم سے انکار کیلئے بعض لوگوں نے یہ حیلہ بنالیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرہ۔۲۱) اور چونکہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے لہٰذا ایک زندہ انسان کو مع جسم آسمان پر اُٹھانے اور پھر مع جسم اُسے دوبارہ زمین پر نازل کرنے میں اُس کیلئے کیا مشکل ہے۔؟ اسی طرح جب اُنہیں کہا گیا کہ ''كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (الانبیاء۔۳۶)'' تو اُنکے نفس نے اُنہیں یہ حیلہ بنا کر دیا کہ ہم کب کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم نے فوت نہیں ہونا بلکہ وہ بھی آسمان سے نازل

ہوکر دین اسلام کو غالب کر کے ضرور فوت ہو جائیں گے۔ رانا صاحب۔ اسی طرح ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء تک زکی غلام کے متعلق بشارات نازل فرما کر تین باتوں کا قطعی فیصلہ فرما دیا ہے (۱) زکی غلام جماعت احمدیہ میں ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا (۲) زکی غلام حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کا کوئی صلبی لڑکا نہیں ہے (۳) زکی غلام کیلئے حضورؑ کی صلب میں سے پیدا ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں اُسے جہاں (حضورؑ کی صلب یا ذریت یعنی جماعت احمدیہ میں سے) چاہے گا پیدا فرمادے گا۔

رانا صاحب۔ جو لوگ تقویٰ کے زیور سے خالی ہوتے ہیں کسی بھی سچائی سے انکار کیلئے اُن کا نفس اُنہیں حیلے بنا کر دے دیتا ہے۔ آج آپ زکی غلام کے متعلق ایک حیلہ یہ بنا رہے ہیں کہ زکی غلام اور وجیہہ اور پاک لڑکا ایک وجود ہے۔ حالانکہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں حضورؑ اِن دونوں نشانوں کو دو الگ الگ وجود قرار دے رہے ہیں۔ اسی طرح آپ ایک دوسرا حیلہ یہ بنا رہے ہیں کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بعد جو زکی غلام کے متعلق بشارات نازل ہوتی رہیں وہ بشارات ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں بشارت دیئے گئے زکی غلام کے متعلق نہیں ہیں بلکہ یہ اور زکی غلام ہیں جو حضور علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہونگے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رانا صاحب۔ اگر آپ یا علمائے جماعت احمدیہ کے دل ودماغ میں قرآن کریم اور حضرت بانئے جماعتؑ کے اِلہام وکلام کی کچھ بھی عزت ہے تو خاکسار ایک بار پھر آپ سب کو فیصلہ کیلئے اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کی طرف بلاتا ہے۔ ”فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا“ (النساء۔ ۶۰) (اے مسلمانو) اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

خاکسار اپنے دعاوی کو اس مضمون میں بیان کر چکا ہے۔ اور یہ بہت بڑے دعاوی ہیں۔ اگر جماعت احمدیہ سمجھتی ہے کہ نعوذ باللہ میرے دعاوی غلط ہیں اور خلیفہ ثانی ہی موعود زکی غلام تھے تو خاکسار قرآن کریم اور حضرت بانئے جماعت علیہ السلام کے اِلہامات کی روشنی میں آپ سب کا ہر جگہ اور ہر طرح مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہے۔ اگر تم میرے مقابلہ پر نہ آئے تو پھر ثابت ہو گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب ایک خطرناک غلطی کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اور اس غلطی کا ازالہ یہی ہے کہ آپ اس غلطی کو تسلیم کر کے حضرت مہدی ومسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو حضورؑ کے موعود زکی غلام کے حوالے کر دیں اور جماعت احمدیہ کے دیگر اصلاح طلب امور کو وہ خود ہی پایہ تکمیل تک پہنچا دے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہدایت دے اور عذاب النار سے بچائے آمین۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

خاکسار

عبدالغفار جنبہ / کیل۔ جرمنی

مورخہ یکم اکتوبر ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆☆☆☆